سدرۃ

سواری رف رف

لامکاں

جبرئیل کے پروں پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برق رفتار سے تیز سواری کے واپسی

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى

سیرِ لامکاں

سفر نامہ معراج

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا

لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام

آسمانوں کی سیر فرشتوں کے پروں پر

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

پیشکش: بزم قادریہ، رضویہ، مجیدیہ

سیرِ لامکاں

(سفر نامہ معراج النبی ﷺ)

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

(سابق ڈین آف سائنس جامعہ کراچی)

ناشر

خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ

الکوثر ہاؤس C50/1، بلاک A-1، گلستانِ جوہر، کراچی

092-021-34021657-8, 0322-2175095

www.almajeed.yolasile.com

khankha.majeedi@hotmail.com, majeedgeol_pk@yahoo.com

نام کتاب .... سیر لامکاں (سفر نامہ معراج النبی ﷺ)

مرتب .... پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سال اشاعت 2016ء/ 1438ھ

صفحات 192

تعداد .... ایک ہزار

قیمت 200روپے

﴿ملنے کے پتے﴾

خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ

الکوثر ہاؤس C50/1، بلاک A-1، گلستانِ جوہر، کراچی

092-021-34021657-8, 0322-2175095

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

۲۵۔ جاپان مینشن، رضا (ریگل) چوک، صدر،

کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون: 32725150-21-92+ فیکس: 32732369-21-92+

ای۔ میل: imamahmadraza@gmail.com

ویب: http://imamahmadraza.net/

انتساب

بحضور روح الامین، سید الملائکہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام

ଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔଔ

جن کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ

سفر معراج میں سدرۃ المنتہیٰ تک ساتھ رہنے کا اعزاز حاصل رہا

پُوچھتے کیا ہو عرش پر یُوں گئے مُصطفےٰ کہ یُوں

کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یُوں

قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

روحِ قُدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سُنا کہ یُوں

(امام احمد رضاؔ)

فہرست

نمبر شمار	موضوع	نام	صفحہ نمبر
1	اپنی بات	صاحبزادہ (انجینئر) محمد موسیٰ رضا قادری	06
2	تقریظِ فردوس	پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس	13
3	تقریظِ مہربان	ڈاکٹر علامہ مہربان باروی شامی	16
4	تقریظِ عمران	مولانا محمد عمران شامی	19
5	عرض مرتب	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	21
	باب اوّل		
6	مقدمہ (عربی)	از: کلام اللہ	38
7	ترجمہ مقدمہ	صاحب کنزالایمان امام احمد رضا	
	باب دوم		
8	سفر معراج درود کی لڑیوں میں	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	48
9	صلوٰت الرسول باب دہم (عربی)	حضرت خواجہ عبدالرحمٰن قادری چھوہروی	54
10	ترجمہ صلوٰت الرسول (اردو)	حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی	
	باب سوم		
11	سفر معراج بزبان صاحب معراج	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	74
12	سفر معراج بحوالہ تفسیر ابن جریر		84
13	تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت		101
14	شب معراج میں ملائکہ کی امامت		108

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
15	معراج میں دیدارِ خداوند قدوس		108
16	اہلِ مکہ کے سامنے سفر معراج کا بیان		112
	باب چہارم		
17	سبحٰن الذی اسرٰی کی تفسیر	امام احمد رضا خاں قادری بریلوی	114
18	منظوم تبصرہ بحوالہ معراج النبی، بعنوان قصیدہ معراجیہ (67 اشعار)	تبصرہ نگار: امام احمد رضا خاں قادری بریلوی	119
19	قصیدہ معراجیہ کے اردو شارح	مولانا مفتی حافظ غلام حسین قادری لاہور	
20	سلامِ رضا کے چند معراجیہ اشعار	امام احمد رضا قادری	171
21	شرح بر اشعار ''سلامِ رضا''	مفتی خان محمد قادری لاہور	
	باب پنجم		
22	قصیدہ معراجیہ (میلاد اکبر)	محمد اکبر وارثی میرٹھی	176
23	حاصل کلام (اختتامیہ)	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	181

اپنی بات

اللہ تعالیٰ کتاب مبین میں ارشاد فرمارہا ہے:

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

(سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم، آیت ۵)

"اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا، بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو"۔

لغت کی معروف کتاب قاموس میں ہے کہ ایام اللہ سے اللہ کی نعمتیں مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس وابی بن کعب ومجاہد وقتادہ رضوان اللہ علیہم نے بھی ایام اللہ کی تفسیر (اللہ کی نعمتیں) فرمائیں۔ مقاتل کا قول ہے کہ ایام اللہ سے وہ بڑے بڑے وقائع مراد ہیں جو اللہ کے امر سے واقع ہوئے۔ خازن اور مدارک جیسی مستند تفاسیر میں ایام اللہ کو بڑی نعمت کے دن یعنی سید عالم ﷺ کی ولادت اور معراج کے دن بتائے ہیں۔ ان ایام کی یاد قائم کرنا بھی آیت کے حکم میں داخل ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر مختلف ایام اور واقعات یاد دلائے ہیں اور ان کا یاد دلانے کا مقصد ہمارے قلوب کو سکون پہنچانا بتایا گیا، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہوا:

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ

(سُوْرَۃ هُوْد، آیت 120)

"اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔"

چنانچہ اللہ عزوجل نے پچھلے انبیاءِ کرام کے کئی واقعات قرآن میں بیان فرمائے جن کو پڑھ کر دل کو نہایت سکون حاصل ہوتا ہے کہ اللہ نے انبیاءِ کرام اور ان کے امتیوں پر کیسی کیسی مہربانیاں فرمائیں اور قرآن میں بیان کر کے اس کو ہمیشہ یاد کرنے والا دن اور واقعہ بنا دیا، اسی طرح اللہ عزوجل نے ایک رات اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو کائنات کی سیر کرادی اور ایسی سیر کرائی جو اس سے قبل کسی نبی یا رسول کو نہ کرائی گئی تھی اور پھر وحی کی صورت میں اتار کر رات ہمیشہ کے لیے یادگار بنادی ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝ (سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل، آیت 1)

”پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

سورۃ بنی اسرائیل یا سورہ اسریٰ کی پہلی آیت مبارکہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سفر معراج اور سیر لامکاں کو بیان کرتی ہے۔ یہ عظیم معجزہ نبوت کے 12ویں سال اور رجب المرجب کی 27ویں شب میں پیش آیا تھا۔ اس رات رسول اللہ ﷺ

مختصر وقت میں ساری کائنات کی تمام نشانیاں دیکھنے کے ساتھ ساتھ، سب سے بڑی نشانی یعنی اللہ عزوجل کے دیدار سے مشرف ہو کر دنیا میں واپس تشریف لائے۔ چنانچہ اہلِ ایمان و محبت ہر سال اللہ کے فرمان: "وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ" کی تعلیمات کی روشنی میں اس رات کو "جشنِ شب معراج" کا اہتمام کرتے ہیں جس میں اس واقعہ معراج اور سیر لامکاں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور سامعین دلچسپی سے اس کی سماعت کر کے اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں۔

مسلمان جس طرح ہر سال رمضان المبارک کے مہینے میں جشن نزول قرآن کا اہتمام "وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ" کی روشنی میں کرتے ہیں کہ اس دن غارِ حرا میں اللہ عزوجل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پہلی وحی نازل فرمائی تھی اسی طرح جشن معراج النبی کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے تا کہ عوام الناس کو اس دن اور رات کی اہمیت یاد دلا کر نبی کریم ﷺ کے اس عظیم معجزے کی یاد تازہ رکھی جائے۔

واقعہ معراج یقیناً ہر سال مسلمانوں کی سماعت سے گزرتا ہے اور ہر سال اس معجزے کو سننے والے اس سارے سفر معراج کے ایک ایک حصے سے بھرپور واقف ہو چکے ہوں گے مگر بار بار سننے کو اس لیے دل چاہتا ہے کہ اس میں ہمارے نبی کی عظمت کی معراج نظر آتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ ہر زمانے کے اہلِ قلم نے اس واقعہ کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق قلمبند

کیا ممکن ہے آپ کو ان مضامین میں یکسانیت نظر آتی ہو لیکن پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مرتب کیا ہوا سفر نامۂ معراج ”سیر لامکان“ جب آپ پڑھیں گے تو آپ کو یہ محسوس ہو گا کہ ڈاکٹر صاحب نے سفر نامۂ معراج ایک اچھوتے انداز میں ترتیب دیا ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ کلام اللہ کی 27 آیات کو ایک دوسرے میں پرو کر اس کا مقدمہ بنایا گیا ہے اور خود صاحب معراج کے زبان سے نکلے ہوئے کلمات کو جمع کر کے صاحبِ معراج کی طرف سے سفر نامہ بنادیا ہے، جب کہ امام احمد رضا کے ”قصیدہ معراجیہ“ کے 67/ اشعار اور مختصر شرح سے اس کو ایک تبصرہ کی شکل دے دی ہے۔ یہ سب آپ کے قلم کا ہی خاصہ ہے کیونکہ اس طرح کے انداز میں غالباً اردو زبان میں ایسا سفر نامہ معراج آج تک ترتیب نہیں دیا گیا۔ باتیں ساری قرآن و حدیث کی وہی ہیں مگر انداز نیا ہونے کے باعث واقعۂ معراج ایک سفر نامہ کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے جس کو قارئینِ کرام ضرور پسند فرمائیں گے۔

بزم قادریہ رضویہ مجیدیہ کی جانب سے ڈاکٹر صاحب کی یہ تیسری تصنیف ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے اس سے قبل بھی پچھلے سال کتاب بنام ”درود و سلام کی حقیقت و اہمیت“ بالکل نئے انداز میں آپ کے ذوق کے لیے پیش کی جاچکی ہے جب کہ حضرت کی ”چند یادگار سفر“ کے نام سے بھی اسی سال کتاب شائع ہو کر آپ کے مطالعے

سے گزر چکی ہے۔ دعا گو ہیں کہ ڈاکٹر صاحب اسی طرح نئے نئے انداز اور نئی نئی جہت سے قلمی رشحات پیش کرتے رہیں تاکہ ہماری روح کو تازگی ملتی رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی اس کتاب ''سیر لامکاں'' پر ملک کے کئی ممتاز اسکالرز نے اظہار خیال فرمایا ہے جس میں آپ کی اس منفرد کاوش کو سراہا گیا ہے۔ جامعہ کراچی کے شعبہ اردو کی صدر شعبہ پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس صاحبہ، ڈاکٹر صاحب کے اسلوب بیان کو تازہ کاری قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ڈاکٹر صاحب نے ''سیر لامکاں'' میں عرض مرتب کے عنوان سے اس کتاب کی وجہ تالیف جو بیان کی ہے وہ اپنی جگہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ذکر معراج النبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے سفر نامے کا اسلوب اپنانا یقیناً تازہ کاری ہے اور پھر جس خوبصورت انداز سے آپ نے اپنی تالیف کو مختلف روحانی لڑیوں سے سجایا ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔''

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد مہربان باروی شامی صاحب جو جامعہ کراچی میں شیخ زید اسلامک سینٹر میں استاد ہیں ڈاکٹر صاحب کی کتاب ''سیر لامکاں'' پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”اس کتاب کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ موصوف ڈاکٹر صاحب نے توحید ورسالت دونوں کے مرتبے کالحاظ رکھتے ہوئے نہایت محتاط لفظوں کا استعمال فرمایا، بے سند و غیر مصدقہ اور مبہم کلام سے احتراز کیا، نہایت علمی و تحقیقی ابحاث زیر گفتگو لائے، ہمیشہ کی طرح آپ نے اس میں سلیس اور متوازن عبارت کا انتخاب کیا جس میں مضمون و معانی کو اولیت دی گئی، یاد رہے کہ موصوف ڈاکٹر صاحب کی تمام کتب علمی و تحقیقی میدان میں اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔“

شیخ زید اسلامک سینٹر کے ایک اور ممتاز عالم دین اور استاد محترم المقام جناب مولانا محمد عمران شامی نے ڈاکٹر صاحب کی تحریر کو اہلِ سنّت کی کسوٹی قرار دیا آپ رقم طراز ہیں:

”راقم الحروف نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے، ڈاکٹر صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک خاص ملکہ یہ عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنی تصانیف میں اپنے موقف کو نہ صرف سلیس انداز میں بیان کرتے ہیں بلکہ اہلِ سنّت کے جمہور مواقف اور خاص کر مسلک اعلیٰ حضرت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے موقف کو بیان کرتے ہیں تاکہ ان کی کوئی بھی بات اہلِ سنّت کے مؤقف کے خلاف نہ

ہو۔ یہ بات اس کتاب ”سیر لامکاں“ میں بھی نمایاں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس ”سیر لامکاں“ کو نہایت محتاط الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔“

آخر میں ادارہ بزم قادریہ رضویہ، مجیدیہ کی جانب سے ان تمام اہلِ قلم کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اپنے قیمتی اوقات میں سے چند لمحات اس کتاب کے مطالعہ میں صرف کیے اور اپنی خوبصورت تحریر میں اظہار خیال بھی فرمایا۔ ادارہ ڈاکٹر صاحب کے دیرینہ دوست محترم جناب مولانا مقصود حسین اویسی صاحب کا بھی انتہائی ممنون ہے کہ انھوں نے اس رسالے کو کئی دفعہ مکمل مطالعہ کیا جس کے باعث امید ہے کہ کمپوزنگ کی اغلاط کم سے کم ہوں گی پھر بھی قارئین کرام کی نظر سے اگر اغلاط گذریں تو ادارہ کو ضرور مطلع کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اُن اغلاط کو صحیح کرلیا جائے۔ ادارہ ڈاکٹر مہربان باروی صاحب کا بھی مشکور ہے کیونکہ انھوں نے نہ صرف اظہارِ خیال کیا بلکہ اس رسالے کی عربی عبارات کو بار بار پڑھ کر اس کو اغلاط سے پاک کیا پھر بھی جو غلطی رہ گئی ہو گی وہ ادارہ اپنی جانب منسوب کرتا ہے اور اگلے ایڈیشن میں اُن کو بھی صحیح کرلیا جائے گا۔ دعا گو ہیں کہ اللہ عزوجل اور ان کی اس کاوش کو مقبول فرمائے۔ آمین۔

خادم بزم قادریہ رضویہ مجیدیہ

انجینئر صاحبزادہ محمد موسیٰ رضا قادری

تقریظِ فردوس

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری جامع حیثیات شخصیت ہیں۔ جامعہ کراچی سے ایک طویل مدت تک منسلک رہنے کے بعد 2015ء میں سبکدوش ہوئے ہیں۔ جامعہ کراچی سے 36 سالہ وابستگی کے دوران آپ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ تمام منصبی ذمہ داریوں کو نہ صرف خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا بلکہ عزت ووقار اور ناموری بھی حاصل کی۔ عہد حاضر میں جو لوگ سرکاری مناصب پر فائز ہیں وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان مراحل کے دوران نیک نامی کی راہ میں کئی سخت مقامات آتے ہیں لیکن ڈاکٹر مجید اللہ قادری سفر حیات کے ان تمام مراحل میں بڑی خوش اسلوبی سے گزر گئے۔

جب مجھے ڈاکٹر صاحب سے کچھ واقفیت ہوئی تو اندازہ ہوا کہ اس کامیابی کے پیچھے اُن کی روحانی وابستگیوں کا اہم کردار ہے۔ 2016ء کے اوائل میں جب ڈاکٹر صاحب نے اپنی تصنیف "میرے چند یادگار سفر" عنایت کی تو ان کے دنیاوی اور تعلیمی اسفار کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کے چیدہ چیدہ روحانی پہلوؤں سے بھی آگاہی ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے یوں تو یہ کتاب "چند یادگار سفر" اپنی حیات کے چند اہم سفر بیان کرنے کے غرض سے تحریر کی لیکن جس زمانی ترتیب اور تسلسل سے آپ نے ان اسفار کو قلم بند کیا ہے گویا ایک خودنوشت سوانح عمری کے کئی اجزا ٔ بھی شامل ہوگئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک خود نوشت لکھنے والے کی جزئیات اور تفاصیل کے ساتھ ساتھ واقعہ نگاری کا جو ملکہ حاصل ہونا چاہیے وہ ڈاکٹر صاحب میں موجود ہے۔ آپ نے جو بھرپور علمی روحانی زندگی بسر کی ہے اس کے پیش نظر ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب اپنی مکمل خودنوشت بھی ضرور قلمبند کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب کثیر التصانیف شخصیت ہیں، احقر کو اس کتاب سے قبل بھی ان کی کئی تصانیف سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی بیشتر تصانیف کا دائرہ امام احمد رضا اور ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے ان کی عملی وابستگیوں کے اظہار کی مختلف صورتوں پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر صاحب کی قلمی خدمات پر کسی اور موقع پر اظہارِ خیال کروں گی مگر اس وقت آپ کی تازہ تصنیف ""سیر لامکاں" پر اظہار خیال کرنا چاہتی ہوں جو چند دن قبل ہی مجھے ڈاکٹر صاحب نے اظہارِ رائے کے لیے پیش کی تھی۔

ڈاکٹر صاحب نے ”سیر لامکاں“ میں عرضِ مرتب کے عنوان سے اس کتاب کی وجہ تالیف جو بیان کی سو اپنی جگہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ذکر معراج النبی علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لیے سفرنامے کا اسلوب اپنانا یقیناً تازہ کاری ہے۔ اور پھر جس خوبصورت انداز سے آپ نے اپنی تالیف کو مختلف روحانی لڑیوں سے سجایا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ سید الانبیا ﷺ کا ذکر کائنات کا بلند ترین تذکرہ ہے اور آپ ﷺ کے بیان تذکار کے لیے اس دنیا میں دنیا بھر کی زبانوں میں ممکنہ تمام اسالیب میں جدت وندرت کے اتنے پھول کھلائے گئے ہیں کہ اب ان پھولوں کی بو باس پہچاننے کی کوشش بھی تحقیق کا پورا موضوع بن چکی ہے۔ لیکن اب بھی عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ فرمائیاں اپنے عشاق سے ذکر کے نئے نئے پھول کِھلا لیتی ہیں۔ ”سیر لامکاں“ بھی ذکر رسول ﷺ کا ایسا تازہ پھول ہے جو اپنی خوشبو سے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے مشامِ جاں کو معطر کرتا رہے گا۔

پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس

چیئرپرسن، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

۵/ جولائی ۲۰۱۶ء

Dr. Muhammad Mehrban Barvi Shami

Head of department Islamic Research Center, Karachi, Pakistan.

BS, Libya. PGD & LLM (M. Phil) & PhD from Sudan,

Graduated from Syria, Yemen & Iraq. Mobile: 0092-347-2720756

E-mail: mehrbanbarvi2@yahoo.com, Facebook.com/mehrbanvarvi

تقریظِ مہربان

معراج النبی کے موضوع پر بہت سے علماء اپنے اپنے زمانے میں کتابیں تحریر کرتے رہے ہیں کبھی سیرت النبی ﷺ کے مضامین کے ضمن میں اور کبھی منفرد تالیف کی صورت میں، جن میں مشہور ومعروف مصری ادیب عبد الحمید جودہ السحّار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الإسراء والمعراج" سرِفہرست ہے جو قصہ نگاری کے طرز پر مرتب ہے، نیز عالمِ اسلام کے مشہور عالم شیخ متولی شعراوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الإسراء والمعراج" بھی اس موضوع کی اہم کتاب شمار ہوتی ہے جسے دار الجیل بیروت اور مکتبہ التراث الاسلامی قاہرہ نے مل کر شائع کیا، اس کتاب میں واقعہ معراج کے ساتھ ساتھ سیرت النبی کے دیگر بہت سے عناوین کو بھی شامل کیا گیا جن میں واقعہ ہجرت، عام الحزن اور مابعد الهجرت کے بعض عناوین بھی شامل ہیں، امام المتصوفین عبدالکریم بن ہوازن

القشیری صاحب رسالہ القشیریہ کی "کتاب المعراج" کا شمار اس موضوع کی قدیم ترین مؤلفات میں ہوتا ہے مگر اس میں بہت سے تصوف کے مضامین بھی شامل ہیں، نیز یہ عربی ادب میں بھی بلند مقام رکھتی ہے۔

محسنِ اہلِ سنّت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہ کی سیر لامکان اس سلسلے کی ایک نئی کڑی ہے، موصوف نے سفر معراج جس خوبصورتی اور اپنے منفرد انداز سے تحریر فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے، قرآن ہی سے صاحب لولاک کے سفر کا آغاز فرمایا جس میں سورۂ اسراء اور النجم کی آیات سرِ فہرست ہیں، پھر دوسرے باب میں خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلوات الرسول میں ذکر کردہ درودوں میں سے ان درود کا انتخاب فرمایا جو معراج کے متعلق ہیں، تیسرے باب میں سفر معراج بزبان صاحب معراج مستند و معتبر کتب حدیث و تفسیر بغیر تعلیق و تبصرہ نقل فرمایا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمیشہ کی طرح آپ نے ضعیف، موضوع اور اسرائیلیات سے احتراز فرمایا۔ چوتھے باب میں حسان الہند مجتہد فی الفقہ و اُصولہ امام احمد رضا خاں الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم بعنوان "قصیدہ معراجیہ" در تہنیت شادی اسری بمع مختصر شرح و تبصرہ

ذکر فرمایا، پانچویں باب میں مولانا اکبر وارثی میر ٹھی کا قصیدہ معراجیہ پیش فرمایا جو میلاد اکبر کے نام سے مشہور ہے، اور آخر میں موصوف نے اپنی ذاتی تبصرے اور اظہار خیال سے سفر مبارک کو مزین فرمایا۔

اس کتاب کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ موصوف ڈاکٹر صاحب نے توحید ورسالت دونوں کے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت محتاط لفظوں کا استعمال فرمایا، بے سند و غیر مصدقہ اور مبہم کلام سے احتراز کیا، نہایت علمی و تحقیقی ابحاث زیر گفتگو لائے، ہمیشہ کی طرح آپ نے اس میں سلیس اور متوازن عبارت کا انتخاب کیا جس میں مضمون و معانی کو اولیت دی گئی، یاد رہے کہ موصوف ڈاکٹر صاحب کی تمام کتب علمی و تحقیقی میدان میں اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

آپ اس کتاب کی تحریر واشاعت پر یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ بجاہ صاحب المعراج آپ کو مزید زورِ قلم عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر محمد مہربان باروی

استاد شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی

مولانا محمد عمران شامی

فاضل شام (دمشق) وسوڈان

تقریظِ عمران

سریت من حرمٍ لیلا الیٰ حرمٍ

کماسری البدرفی درجٍ من الظلمٖ

وبت ترقیٰ الیٰ ان نلت منزلۃً

من قاب قوسین لم تدرك ولم ترمٖ

(قصیدہ بردہ شریف، از: امام بوصیری)

اسراء و معراج کا واقعہ مشہور قول کے مطابق 27 رب المرجب پیر کی رات کو پیش آیا۔ اسراء رسول اللہ ﷺ کا مکۃ المکرمۃ سے بیت المقدس تک کے سفر کا نام ہے جس کو قرآن مجید نے سورہ اسراء کی پہلی آیت کریمہ میں بیان بھی فرمایا جب کہ معراج بیت المقدس سے عالم علوی کی سیر کو کہا جاتا ہے جس کی انتہا پر آپ کو رویت باری تعالیٰ کا اپنی سر کی آنکھوں سے زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

اسراء کا مطلقاً انکار کفر اور معراج کا انکار گمراہی کا راستہ ہے۔ رویت باری تعالیٰ کا موقف جمہور اہلِ سنت کا قدیم موقف ہے۔ ان تمام کے

دلائل پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہٗ کی تازہ تصنیف ''سیر لامکاں'' میں دیکھے جاسکتے ہیں جس میں آپ نے تسلسل اور عام فہم انداز میں بہت محتاط اور عمدہ طریقے سے تحریر فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے علم میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

راقم الحروف نے ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھا ہے، ڈاکٹر صاحب کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک خاص ملکہ یہ عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنی تصانیف میں اپنے موقف کو نہ صرف سلیس انداز میں بیان کرتے ہیں بلکہ اہلِ سنّت کے جمہور مواقف اور خاص کر مسلک اعلیٰ حضرت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے موقف کو بیان کرتے ہیں تاکہ ان کی تحریر میں کوئی بھی بات اہلِ سنّت کے مؤقف کے خلاف نہ ہو۔ یہ بات اس کتاب ''سیر لامکاں'' میں بھی نمایاں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس ''سیر لامکاں'' کو نہایت محتاط الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے علم و عمل اور قلمی خدمات میں مزید ترقی عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر دیر تک عافیت کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔ آمین!

ڈاکٹر عمران شامی
استاذ شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی
11 جولائی 2016ء

عرض مرتب

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

سَفَر عربی زبان کا لفظ ہے جو سیاحت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہ انسانی زندگی کا لازمی جز قرار دیا جاتا ہے۔ انسانی سفر کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا انسان پرانا ہے۔ پیدائش آدم کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام زیادہ عرصے جنت میں قیام نہ کرسکے اور ایک بھول کے باعث جنت سے دنیا میں بھیجے گئے جہاں پھر انسانیت کا سفر شروع ہوا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے دنیا میں آنے کے بعد سے آج تک جس کا دورانیہ راقم کی تحقیق کے مطابق 15 سے 20 ہزار سال ہوں گے، ہزاروں لاکھوں لوگوں نے اپنے اپنے دور کے مشاہدات، قدرتی مناظر، سماجی ثقافتی سرگرمیاں اور دیگر معاملات کو قلمبند کر کے آنے والے لوگوں کے لیے تاریخ میں قیمتی قلمی سرمایہ بعنوان ''سفرنامے'' چھوڑے ہیں۔ تاریخ کے ان اوراق سے سب ہی اچھی طرح واقف ہیں کہ تاریخ میں ہم جتنا پیچھے جائیں گے تحریریں کم سے کم ہوتی چلی جائیں گی اور زبان بھی وہ جس کو نہ ہم سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی پڑھ سکتے ہیں، مثلاً 5 سے 6 ہزار سال پرانے تہذیبی علاقوں کی تحریروں کو لیجیئے جو مہنجوڈارو یا ہڑپا سے ملی ہیں آج ہر کوئی ان کو سمجھنے سے قاصر ہے مگر وہ تحریر یقیناً اس لیے لکھی گئی ہوں گی کہ آنے والے زمانے کے لوگ انسان کی پچھلی تاریخ سے واقف ہو سکیں۔

انسانی تاریخ کا قدیم ترین سفر نامہ یونانی دانشور میگتھنیز کا شمار کیا جاتا ہے جو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی 300 سال قبل لکھا تھا جو اس زمانے کی سماجی، تہذیبی حالات کا آئینہ دار تھا۔ مسلمان سیاحوں میں احمد بن فضلان کا سیاحت نامہ جو قدیم روس کی سیاسی، سماجی اور تمدنی زندگی پر مشتمل ہے ایک تاریخی یادگار ہے حکیم ناصر خسرو بھی اپنے زمانے یعنی 5ویں صدی ہجری کا باریک بین سیاح مشہور ہے جس نے شام اور بیت المقدس کے اطراف کے علاقوں کی زندگی کے تمام شعبہ جات کا سفر نامے میں ذکر کیا جو "زادالمسافرین" کے نام سے تاریخ میں محفوظ ہے۔ اسی طرح "کتاب الہند" ابوریحان البیرونی کا سفر نامہ ہند ہے، الغرض جتنے بھی سفر نامے لکھے گئے وہ ان سیاحوں نے خود قلمبند کیے اور ان سفر ناموں میں اس کی غرض وغایت بھی بتائی گئیں مگر دنیا کی تاریخ میں کوئی سفر نامہ ایسا نہیں ہے جس کے سفر کے تمام مراحل کو کسی نے جانچا ہو اور پھر تصدیق کی ہو کہ نامہ نگار نے جو کچھ لکھا یا بیان کیا یہ من وعن سب ٹھیک ہے۔

دوسری طرف دنیا میں لکھے گئے ہزاروں سفر ناموں میں کوئی سفر نامہ بھی ایسا نہ ہوگا جس کو 1500 سالوں سے مسلسل پڑھا جا رہا ہو اور جس کی تصدیق بھی کی گئی ہو۔ مگر ایک سفر نامہ ایسا بھی ہے جس کو سفر کرنے والے نے نہ اس کو خود لکھا اور نہ لکھوایا مگر واقعہ یا قصہ کے طور

پر برابر شائع ہوتا ہے اور اس سفر نامہ کو دنیاوی اعتبار سے اگر عجوبہ کہا جائے تو بھی غلط نہ ہو گا اور حقیقت میں مصدقہ ایسا ہے کہ اس کو عقلِ سلیم جھٹلا بھی نہیں سکتی۔

راقم آپ کو اس کائنات کے ایک ایسے ہی انوکھے سفر نامہ سے متعارف کرانا چاہتا ہے یہ سفر نہ صرف اس دنیا سے تعلق رکھتا ہے بلکہ دنیا کے بعد ساتوں آسمانوں کی سیر اور پھر اس سے بھی آگے کے سفر کا حال بتاتا ہے جہاں آج تک نہ کوئی جاسکا اور نہ قیامت تک کوئی جاسکے گا، جی ہاں میری مراد ہے ''سفر نامہ معراج'' یعنی ''سیر لامکاں'' یہ سفر نامہ شاید تکمیل ہے اس سفر کی جس کی ابتدا حضرت آدم سے شروع ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو پیدائش کے بعد آسمانی جنت میں قیام کروایا مگر حکم خداوندی کی اطاعت میں بھول کے باعث جنت سے دنیا میں بھیج دیا گیا تاکہ نسل انسانی فروغ پائے یہاں تک کہ خلیفہ آخر (بحیثیت خاتم النبیین) سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی بعثت نبوت کے بعد آپ کو نہ صرف آسمانوں کی سیر کے لیے لے جایا گیا بلکہ اس سے بھی آگے کی سیر کروانے کا اہتمام کیا گیا جس کو تاریخِ اسلام میں واقعہ معراج، معراج النبی، واقعہ ''شب معراج'' یا ''سفر معراج'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

واقعہ معراج احادیث کی متعدد کتب میں بیان ہوا ہے، اس واقعہ کو ہر زمانے کے مفسرین نے نبی کریم ﷺ کا ایک بڑا عظیم معجزہ قرار دیتے ہوئے اپنی تفاسیر میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔ اہل اللہ نے بھی "قصہ معراج" کے حوالے سے اپنے اپنے مشاہدات اور احساسات قلمبند کئے ہیں۔ راقم کے خیال میں نبی کریم ﷺ کے متعدد معجزات کے متعلق اہل قلم نے بہت کچھ لکھا ہے مگر جتنا معراج کے متعلق محدثین اور مفسرین نے لکھا ہے اتنا شاید کسی بھی دوسرے معجزے سے متعلق نہ لکھا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کفار نے جب اپنے عقلی دلائل کی بنیاد پر اس معجزے کا قطعاً انکار کیا تو اہلِ ایمان نے اس معجزہ کو عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کی واضح آیات اور معتبر احادیث کی روشنی میں پورے سفر کا جائزہ لیا اور ثابت کیا کہ یہ سفر ممکن تھا کیونکہ مسافر دعویٰ نہیں کررہا ہے بلکہ سفر کروانے والا "خود باری تعالیٰ اس کی تصدیق فرمارہا ہے کہ "سبحٰن الذی اسریٰ" کہ ہم ہیں جس نے یہ سیر کرائی اور سیر کرنے والے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے اپنا سفر نامہ تفصیل سے بیان کیا۔ اس بیان کردہ سفر معراج کی تفصیل آج بھی احادیث میں انہی لفظوں کے ساتھ موجود ہے جن لفظوں کو صحابہ کرام نے اپنے کانوں سے سنا۔ سننے کو تو کفار نے بھی سنا مگر کفار نے کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت ہی کا انکار کیا ہوا تھا تو وہ کس طرح اس معجزانہ سفر کا اقرار کرتے۔

کفار تو ہر زمانے میں قصۂ معراج کے حوالے سے انکار ہی کرتے رہے مگر ہر زمانے میں کچھ کلمہ گو حضرات کی طرف سے بھی اس کا انکار ہوتا رہا ان کے خیال میں یہ سفر معراج جسمانی نہیں بلکہ روحانی یا خواب کا سفر تھا، کچھ نے یہ سفر صرف بیت الحرام سے بیت المقدس تک معراج کے طور پر تسلیم کیا مگر ایسے بھی کلمہ گو محققین اور ظاہر بین علماء سامنے آئے جنھوں نے زمین کے سفر معراج کا بھی انکار کر دیا اور سورۃ اسریٰ کی پہلی آیت کی تفسیر میں انھوں نے اس سفر معراج کو مکہ مکرمہ سے دُور والی مسجد یعنی (مدینہ منورہ) کی مسجد کا "سفر ہجرت" قرار دیا۔ یہ بحث 1500 سال سے جاری ہے اس لیے ہر صدی میں اس واقعہ پر مثبت اور منفی دونوں موقف سامنے آتے رہے جس کے باعث معجزہ معراج پر جتنا لکھا گیا ہے اتنا کسی بھی دیگر معجزات سے متعلق نہیں لکھا گیا۔

آج کی دنیا کسی انسان کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں دنیا کا ایک ایک کونہ انسان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ڈبیہ (موبائل فون کی اسکرین) میں دیکھا جا سکتا ہے اسی طرح آسمان کے اندر بھی انسان نے غوطہ لگا لیا اور چاند کی سیر کے بعد اب دوسرے سیاروں کی سیر کی کوششیں جاری ہیں۔ ہر روز نیا سیارہ اور ستارہ دریافت ہو رہا ہے، انسانی زندگی کے آثار ان سیاروں میں تلاش کیے جا رہے ہیں۔ کب کون سا سیارہ کہاں سے گذر رہا ہے کب چاند گرہن ہو گا کب سورج گرہن ہو گا یہ سب سفر انسان کے

لیے آسان ہوتا جارہا ہے مگر یہ سفر مشاہداتی بلکہ خالص علمی ہے۔ انسان اُس سفر (یعنی سفر معراج) کرنے کے قابل ابھی کہاں ہوا وہ تو آسمان اوّل کا سفر بھی نہ کر سکا۔ بقیہ آسمانوں کا سفر تو دور کی بات ہے۔

حقیقت کے متلاشی اس وسیع کائنات میں غور کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دیتے ہیں کہ کیا انسانی مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو اس کائنات کا مشاہدہ رکھتا ہو اور وہ بتائے کہ آسمان سے آسمان کا فاصلہ کتنا ہے، سورج، چاند، ستارے یہ کیونکر اور کس طرح گردش کر رہے ہیں، جنت کہاں ہے، انبیاء کرام کے کائنات میں محلات کہاں ہیں۔ قیامت کب آئے گی کس کس طرح حساب و کتاب ہو گا، کہاں محشر برپا ہو گا، کس طرح لوگوں کی سفارش کی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ جی ہاں ان تمام مشاہدات کے لیے اللہ عزوجل نے دنیا میں بھیجے گئے آخری نبی کو اس کائنات کی مکمل سیر کرانے کا اہتمام کیا، اور ہر ہر مخلوق سے ملوا دیا کیونکہ آپ ﷺ ہر مخلوق کے نبی اور رسول ہیں۔ یہ سفر بظاہر چند لمحات کا تھا مگر اس سفر میں ایک روایت کے مطابق 80 ہزار برس لگے۔ یہ سفر کسی کی سمجھ میں آئے نہ آئے مگر ہے یہ حقیقت اور اس حقیقت کا نام "سفر معراج" ہے تمام سوالات کا جواب اور اس کی تفصیل اس سفر میں ملتی ہے۔ جو یہاں پیش کی جارہی ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کائنات کی تخلیق کا ذکر کیا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کو ہم نے 6 دن

میں بنایا۔ زمین میں لاکھوں نعمتیں نظر آتی ہیں آسمانوں میں ان گنت سیارے اور ستارے گردش کر رہے ہیں انہی آسمانوں میں جنت و دوزخ بھی تیار کرلی گئی ہے، اس کائنات کی حد کا انسانی عقل تعین کرنے سے قاصر ہے، مسلمانوں کی ارواح دنیا میں جسم سے نکلنے کے بعد ''اعلیٰ علیین'' میں پہنچائی جاتی ہیں جو کائنات کے بلند ترین مقامات ہیں اور کفار ومشرکین کی ارواح کو زمین کی نچلی سطحوں یعنی ''سجین'' میں دھنسادیا جاتا ہے۔ بنانے والے نے سب کچھ بنادیا اور ہم نے بزبان مصطفےٰ ﷺ سنا توسب کو مان لیا کیونکہ آپ ﷺ کے بتانے پر ہی ہم نے اس ذات کو الٰہ مانا ہے اس لیے اب ان کے منھ سے جو نکلے ہمارے لیے حجت ہے اور کتاب کا ہر ہر کلمہ لاریب فیہ ہے۔ آیئے اسی صاحب کتاب اور شاہد کائنات کے سفر معراج کا حال بعنوان سیر لامکاں سنتے ہیں۔

ایک دن رجب المرجب کی 27 تاریخ کو، نبوت کے 12 ویں سال صبح ہی صبح صاحب معراج یعنی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے بیت اللہ کے صحن میں مکہ معظمہ کے ایک نہایت ذمہ دار شخص عمرو بن ہشام جن کو مکہ مکرمہ میں ''ابوالحکم'' کا خطاب دیا گیا تھا، اس کو اپنے سفر معراج کا واقعہ سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آج رات کے تھوڑے عرصے میں بیت الحرام سے بیت المقدس تک کی سیر کرائی اور سیر کرا کر رات ہی رات واپس بھی بھیج دیا، عمرو بن ہشام یہ سن کر سٹ پٹا گیا اور اس کو کسی طور

یقین نہیں آرہا تھا کہ محمد ابن عبد اللہ (ﷺ) جو یہ کہہ رہے ہیں یہ کیسے ممکن ہے، اس پر اس نے دوبارہ کہا بلکہ پوچھا اے محمد ابن عبد اللہ (ﷺ) کیا آپ یہ بات سب لوگوں کے سامنے بھی کہنا پسند کریں گے؟ آپ ﷺ نے برملا کہا کہ میں سب کے سامنے یہ بات دُہرا سکتا ہوں، اس پر عمرو بن ہشام نے اپنے طور پہ یہ عقلی قیاس کیا کہ اب محمد ابن عبد اللہ ﷺ کا ایک غلط بیان سامنے آگیا ہے اور شاید ان کی اس بات کو کوئی قبول نہ کرے گا، چنانچہ اس نے اپنے تیئں یہ فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے ان کے دوست ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو جا کر بتاتا ہوں کہ تمہارے صاحب نے کتنی بڑی (معاذ اللہ) غلط بیانی کی ہے۔

عمرو بن ہشام آپ کے گھر پہنچا، اس نے پہلے تمہیداً گفتگو کی کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ کوئی انسان ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس جا کر واپس آجائے؟ آپ نے جواب دیا کہ اے عمرو ایسا کس طرح ممکن ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا، اس کے بعد اس نے کہا کہ تمہارے صاحب (محمد ﷺ) نے آج ہی بیت اللہ کے صحن میں مجھے یہ خبر دی ہے۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے عمرو بن ہشام اگر تو یہ سچ کہہ رہا ہے کہ میرے نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے خود اپنی زبان سے یہ کہا ہے اور تیرے کانوں نے خود ان کی زبان سے یہ سنا ہے تو سن انہوں نے جو کچھ کہا سچ کہا ہے، یہ تو زمین سے زمین کی بات ہے ان کے پاس تو ہر

وقت آسمان سے وحی آتی رہتی ہے، میں تو ان کی ہر بات کو یقین کا درجہ دیتا ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ ان کو لے جانے پر قادر ہے کہ وہ راتوں رات اتنا طویل سفر چند لمحات میں کروا کر واپس لے آئے اس لیے مجھے کوئی تعجب نہیں بلکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے رات کے قلیل حصہ میں یہ سفر یقیناً کیا ہو گا۔

اب عمرو بن ہشام اپنا سامنہ لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے دیگر حواریوں کو جمع کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ قریش کے چند سردار آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور آپ کے اس دعویٰ پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بیت الحرام میں ہی گفتگو کرنے کا ٹائم دے دیا۔

جب قریش کا وفد بیت اللہ میں آپ ﷺ سے ملنے کے لیے پہنچا اور آپ سے آپ کے رات کے سفر کے متعلق استفسار کیا تو اسی وقت آپ پر وحی نازل ہوئی جس میں آپ کے سیر کی مکمل تائید اور تصدیق فرمائی گئی تھی:

"سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝" (سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡل، آیت نمبر ۱)

"اے لوگو! محمد ﷺ جس سفر سے متعلق بیان دے رہے ہیں حقیقتاً یہ دعویٰ میرا ہے کہ میں ان کو لے گیا رات کے قلیل لمحات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ اور پھر

وہاں سے ان کو آگے لے گیا اور تمام آسمانوں کی سیر کرائی اور ان کو اپنی بے شمار نشانیاں بھی دکھائیں اور بے شک وہ مجھے دیکھتے اور سنتے رہے اور میں بھی ان کو دیکھتا اور سنتا رہا۔"

کفار کی عقلیں دنگ ہوئیں ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان سے کیا کیا سوال کریں چنانچہ انہوں نے بیت المقدس کی مسجد اور دیگر مقامات کے متعلق آپ سے استفسار شروع کر دیا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا کہ ساری چیزیں مجھ پر عیاں ہو گئیں اور میں نے ان کو سارے سوالوں کے جواب دے دیئے۔ یہ جواب کو سننے کے بعد ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ محمد ابن عبد اللہ (ﷺ) نشانیاں تو بالکل صحیح بتا رہے ہیں اور وہ آج سے قبل بیت المقدس گئے بھی نہیں۔ اب ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ہم یہ تسلیم کرلیں کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے وہ صحیح ہے مگر وہ ان باتوں کو دل سے کہاں تسلیم کرنے والے تھے، انھوں نے اس کے بعد چند مزید سوالات کیے، مثلاً انھوں نے کہا کہ آپ جب ان راستوں سے گزرے تو آپ نے ہمارے قافلے بھی دیکھے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں، پھر کئی قافلوں کا ذکر آپ نے بیان کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ ایک قافلہ آج سے چند دن بعد صبح فجر کے وقت مکہ پہنچ جائے گا، اس میں اتنے اونٹ ہیں اور فلاں فلاں ساماں لدا ہوا ہے اس قافلے کے اونٹوں کی رنگت بھی بتا دی۔ لوگوں نے بتائے گئے دن

فجر کے وقت اس قافلے کو مکہ میں داخل ہوتے دیکھا مگر عمرو بن ہشام اور اس کے تمام ساتھی محمد ﷺ پر ایمان نہ لائے اور نہ انھوں نے اس سفر کے واقعہ کو دل سے تسلیم کیا، چنانچہ عمرو بن ہشام اپنی اس جہالت کے باعث ابوالحکم سے ''ابوجہل'' قرار پایا جبکہ ابوبکر کی تصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصدیق کے باعث امت کے صدیق اکبر قرار پائے۔

معجزہ یہ محمد کا تحقیق ہے جس نے تصدیق کی وہی صدیق ہے
اور جو منکر ہے جاہل ہے زندیق ہے وہ عدوے خدا آج کی رات ہے

قصہ معراج عموماً رجب المرجب کے مہینے میں مقررین کی زبان سے زیادہ بیان ہوتا ہے اور مقررین پورے واقعۂ معراج کو گھنٹوں تقریر میں تفصیل سے بیان بھی کرتے ہیں، راقم بھی ہر سال اپنی خانقاہ میں شب معراج میں شب بیداری کا اہتمام پچھلے 22 سال سے کر رہا ہے۔ ملک کے مختلف ٹی وی چینل بھی شب معراج کے حوالے سے کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں اور راقم ان چینلوں میں سے عموماً Q.tv پر اظہارِ خیال کے لیے حاضر ہوتا ہے چنانچہ ہر سال کی طرح اس سال بھی Q.tv سے کال آئی کہ بروز منگل ۲۵/ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ۔ 3/ مئی 2016ء رات دس بجے روشنی کے Live پروگرام میں آپ نے شرکت کرنی ہے اور موضوع واقعہ معراج ہے اس سال اینکر پرسن یعنی Host

محترم جناب رئیس احمد تھے میرے ساتھ مفتی سہیل امجدی کو شامل ہونا تھا لیکن وہ ٹریفک میں پھنس گئے اور وقت پر نہ پہنچ سکے، چنانچہ اس پروگرام کو راقم نے اکیلے ہی مکمل کروایا۔ پروگرام کی اہم ترین بات یہ تھی کہ محترم رئیس احمد نے اپنے ابتدائی گفتگو میں واقعہ معراج کو فی البدیہہ ایک نئے زاویے سے پیش کیا ملاحظہ فرمائے ان کی تمہیدی گفتگو:

”ناظرین کرام دنیا میں بے شمار سفر کیے گئے اور ان کے سفر نامے لکھے بھی گئے، جن میں ابن بطوطہ اور دیگر کے سفر نامے بہت مشہور ہوئے لیکن ان تمام سفر ناموں میں ایک اہم ترین سفر نامہ معراج بھی ہے، یہ سفر وقت کے لحاظ سے اگرچہ انتہائی مختصر کہ رات کے قلیل حصے میں ہوا لیکن واقعات، مشاہدات، انعامات کے اعتبار سے بہت طویل سفر تھا جس کے لیے قرآن میں سورۃ اسریٰ کی پہلی آیت اور سورہ النجم کی ابتدائی 18 آیات گواہی دے رہی ہیں، اس کے علاوہ متعدد احادیث بھی ہیں جس میں اس سفر کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہیں، آج اسی موضوع پر گفتگو کے لیے مجید اللہ قادری کو زحمت دی گئی ہے۔“

راقم اس وقت پوری توجہ سے محترم رئیس احمد کے ابتدائیہ کو سن رہا تھا۔ راقم نے اس پروگرام کے دوران ہی ان کو اس بات کی مبارک باد دی کہ آج آپ کا ابتدائیہ بہت اچھا تھا اور خاص کر آپ نے واقعہ معراج کو جو ”سفر نامہ معراج“ کہا ہے بہت عمدہ بات کی ہے۔ راقم نے اسی وقت دل

میں یہ بات طے کرلی کہ جلد از جلد اس تمام واقعہ معراج یا معجزہ معراج کو ایک سفر نامے کی شکل میں ترتیب دے گا، چنانچہ دوسرے دن سے ہی اس کام کا آغاز کردیا جو آپ کے سامنے ہے۔

راقم نے اس سفر نامے کی ترتیب تقریباً وہی رکھی ہے جو عموماً سفر نامے میں کی جاتی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ سفر نامہ سفر کرنے والے یعنی صاحب معراج نے خود نہیں لکھا لیکن جو کچھ انھوں نے اس سفر کے دوران یعنی بیت اللہ سے بیت المقدس تک پھر ساتوں آسمانوں کی سیر اور وہاں کے واقعات اور مشاہدات جنت و دوزخ کے نظائر اور پھر one to one ملاقات کے مکالمات کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام کے سامنے جو بیان کیا راقم نے ان کو اکٹھا کر کے سفر نامہ معراج بعنوان ''سیر لامکاں'' تیار کیا ہے جس کا خاکہ درج ذیل میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

باب اول:

مقدمہ

(از کلام اللہ)

سب سے پہلے راقم نے کلام اللہ سے چند آیات کا انتخاب کر کے اللہ عزوجل کی طرف سے اس سفر معراج کا مقدمہ مرتب کیا۔ چنانچہ 27/ رجب المرجب کی مناسبت سے 27/ آیات کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اول اللہ عزوجل کی شانِ قدرت کو بتایا گیا ہے پھر انبیاء کرام کی

بعثت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کو ان کے زمانے میں جو فضیلت رہی اور ہر ایک کو جو سیر کرائی گئی اس کا بھی ذکر ہے اور آخر میں حضور ﷺ کے سفر معراج کا تفصیلاً ذکر ہے جس کا اہم ترین حصہ اللہ کی ذات کا مشاہدہ تھا جو آپ کا خاصہ رہا جس کے باعث آپ اللہ کے شاہد بنے تا کہ کلمہ دوم:

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہٗ

کی شہادت دے سکیں کہ واللہ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے اللہ کو دیکھا کہ وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ الحمدللہ یہ سعادت صرف اور صرف ہمارے رسول اللہ ﷺ کو ہی حاصل ہوئی کہ آپ نے اپنے جسم کی آنکھ سے اپنے رب کو اپنے سامنے دیکھا:

اور کوئی غیب کیا تم پہ نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

باب دوم:

اس باب میں حضرت خواجہ عبد الرحمٰن قادری چھوہروی قدس سرہٗ العزیز کی معرکتہ الآراء عربی تصنیف "صلوٰت الرسول" کے دسویں باب "اسریٰ و معراجہ" سے سیر لامکان سے متعلق لکھے گئے درودوں میں سے چند درود کا گلدستہ پیش کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بقلم مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ ناچیز کی دانست میں نبی

کریم ﷺ کے معراج کے واقعہ سے متعلق اتنا طویل درود آج تک کسی نے نہیں لکھا جبکہ مصنف نے تمام کتب احادیث میں سے واقعات معراج کے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو درود کی لڑیوں میں پرو دیا ہے۔ قارئین کے ذوق کے لیے اس طویل درود میں سے ایک مختصر حصہ پیشِ خدمت ہے۔

باب سوم:

اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے جو کلمات سفر معراج صحابہ کرام تک پہنچے ان کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ تمام احادیث کے عربی متون سے یہاں گریز کیا گیا ہے تاکہ سفر نامہ کی طوالت قارئین پر گراں نہ گزرے البتہ احادیث کے تراجم کے آگے ان کتب کا حوالہ دے دیا ہے۔

باب چہارم:

اس باب میں سفر نامۂ معراج پر امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کا منثور اور منظوم تبصرہ پیش کیا جارہا ہے خاص کر وہ منظوم کلام جو ''قصیدۂ معراجیہ'' کے نام سے آپ کے طبع شدہ کلام حدائق بخشش میں موجود ہے اسے بطور تبصرہ شامل کیا گیا ہے۔ اہلِ محبت نے اس کلام کو ''تہنیت شادی اسریٰ'' بھی کہا ہے، یہ ''نظم معراج'' امام احمد رضا کی نبی کریم ﷺ سے نہایت عقیدت ومحبت کا اظہار بھی ہے اور قلبی واردات کا اشارہ بھی

لیکن جو کچھ انھوں نے اس منظوم کلام میں کہا ہے وہ سب کچھ احادیثِ معراج میں دیکھا جا سکتا ہے اور ان مناظر کو محسوس بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ احساسات کا تعلق محبت کے ساتھ ہوتا ہے، امام احمد رضا کو اپنے رسول سے غایت محبت رہی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مقام کو نہایت اعلیٰ مقام پر دیکھتے ہیں اور پھر ان کیفیات اور مناظر کو لفظوں میں بیان بھی کرتے ہیں مثلاً:

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

باب پنجم:

اس باب میں مزید اہل محبت کے منظوم کلام کو بھی شامل کیا گیا ہے جو معراج کے حوالے سے قصیدہ یا نظم شمار کی جاتی ہے جس میں شاعر نے ان مناظر کی عکاسی کی ہے کہ کس طرح رات کے اندھیرے میں جب کہ مکہ مکرمہ کا ہر شخص غفلت کی نیند سو رہا تھا، بیت اللہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دولہا بنا کر سواری پر سوار کر کے لے جایا جا رہا تھا۔ اس وقت استقبال صرف اور صرف روحانی مخلوق یعنی فرشتے کر رہے تھے زمین سے

لے کر سدرہ تک فرشتوں کا ہجوم تھا جو نہ صرف استقبال کر رہے تھے بلکہ درود و سلام کے نغموں سے فضاؤں کو گرما رہے تھے، اس قصیدہ معراجیہ کو میلاد اکبر میں مولانا اکبر وارثی میرٹھی نے قلمبند کیا ہے:

باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی
ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے

خواب رحمت میں تھے، ام ہانی کے گھر آکے جبرئیل نے یہ سنائی خبر
چلیے چلیے شہنشاہ والا گہر حق کو شوق لقاء آج کی رات ہے
عطر رحمت فرشتے چھڑکتے چلے جس کی خوشبو سے رستے مہکتے چلے
چاند تارے جلو میں چمکتے چلے کہکشاں زیر پا آج کی رات ہے

پھر کہا حق نے جلوہ میرا دیکھ لے
وہ مجھے دیکھ لے جو تجھے دیکھ لے
میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

آخر میں راقم کا اظہار خیال بسلسلہ سفر معراج بھی شامل ہے۔

باب اوّل:

مقدمہ (از کلام اللہ)

مترجم امام احمد رضاخاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا (۱)

بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ (۲)

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا، روز جزا کا مالک

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۳)

وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے، وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ (۴)

اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ، روشن عربی زبان میں۔

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (۵)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں، اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (۶)

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے [محمد رسول اللہ] پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا، اپنے سب حمایتیوں کو بلالو، اگر تم سچے ہو۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (۷)

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۸)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ

أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۔۔(۹)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت [نبوت] دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول [محمد رسول اللہ] کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم [سب پیغمبر] ضرور ضرور اس [محمد] پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم [سب] نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب [پیغمبروں] نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (۱۰)

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ (۱۱)

اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (۱۲)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی [محمد رسول اللہ] وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (۱۳)

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام [اشیاء کے] نام سکھائے۔

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا (۱۴)

اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ○ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (۱۵)

اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کیے، ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو، اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو: اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں، اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو، اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔

وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (۱۶)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي (۱۷)

اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی [موسیٰ نے] اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا: تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّـهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ(۱۸)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّـهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ(۱۹)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور [محمد رسول اللہ] آیا اور روشن کتاب:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ(۲۰)

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ اللَّـهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ(۲۱)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّـهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّـهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ۔(۲۲)

تم فرماؤ[اے محمد] اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جِلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ(۲۳)

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے [محمد رسول اللہ] کو، راتوں رات لے گیا [رجب المرجب کی ۲۷ ویں رات] مسجد حرام [بیت اللہ] سے مسجد اقصیٰ [بیت المقدس، قبلۂ اول] تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم نے اسے [زمین و آسمان میں] اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

بیشک وہ [اللہ اور اس کا رسول] سنتا دیکھتا ہے۔

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(۲۴)

بیشک تھوہڑ کا پیڑ، گنہگاروں کی خوراک ہے، گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے، جیسا کھولتا پانی جوش مارے، اسے پکڑو ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ، پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو، چکھ، ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے، بیشک یہ ہے وہ جس میں تم شُبہ کرتے تھے، بیشک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں، باغوں اور چشموں میں، پہنیں گے کریب اور قنادیز آمنے سامنے، یونہی ہے، اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے، اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن و امان سے، اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا، تمہارے رب کے فضل سے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ O وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ O إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ O عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ O ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ O وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ O ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ O فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ O فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ O مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ O أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ O وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ O عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ O عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ O إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ O مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ O لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ (۲۵)

اس پیارے چمکتے تارے [محمد رسول اللہ] کی قسم! جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات [خاص کر واقعہ معراج] اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی [اللہ کی طرف سے] جو انہیں کی جاتی ہے، انہیں [محمد رسول اللہ کو] سکھایا [جو کچھ نہیں جانتے تھے] سخت قوتوں والے طاقتور [رب

ذوالجلال] نے، پھر اس جلوہٰ[خدا] نے[اپنی شان کے لائق] قصد فرمایا، اور وہ[محمد رسول اللہ] آسمان بریں[بلکہ کائنات کے] کے سب سے بلند کنارہ پر تھا، پھر وہ جلوہ [لا مکاں پر] نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا، تو اس جلوے [رب ذوالجلال] اور اس محبوب [محمد رسول اللہ] میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم[اور اب کلمہ طیبہ کے دونوں حصے پورا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قائم کر رہے تھے]، اب وحی فرمائی اپنے بندے[محمد رسول اللہ] کو جو وحی فرمائی[کائنات کی تمام کنجیاں عطا فرما دیں]، دل نے [محمد رسول اللہ کو] جھوٹ نہ کہا جو دیکھا، تو کیا تم [اے کافروں اور مشرکوں]ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو، اور انہوں نے [محمد رسول اللہ نے]تو وہ جلوہ[رب ذوالجلال کا] دوبار دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے[جس کی آپ نے سیر کی]، جب سدرہ پر [جلوۂ خدا] چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی، بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں: [جس کا کلمہ پڑھانے دنیا میں تشریف لائے اس کلمے والے لا الہ الا اللہ کا حقیقی جلوہ دیکھا اور پھر شہادت بھی دی اشھد ان لا الہ الا اللہ]

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ (۲۶)

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھیرائیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۲۷)

پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے، [جو واقعہ معراج میں شک کرتے ہیں] اور سلام ہے پیغمبروں پر، اور سب خوبیاں اللہ کو سارے جہاں کا رب ہے۔

إِنَّ اللَّـهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیدنا محمدِِ النّبیِ الاصیل السّیّد النبیل الذّی جآء بالوحی والتّنزیل واوضح بیان التّاویل وجآءہٗ الامین سیدنا جبریل علیه السلام بالکرامۃ والتّفضیل واسرٰی به الملك الجلیل فی اللّیل البھیم الطّویل فکشف له عن اعلی الملکوت واراہ سنآء الجبروت ونظرالی قدرۃ الحیّ الدّآئم الباقی الذی لایموت ٥ صل الله علیه وآلہٖ وسلّم صلٰوۃ مقرو نۃً بالجمال والحسن والکمال والخیر والافضال۔ (دلائلالخیرات)

اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر جو نبی اصیل ہیں، سردار بزرگ ہیں، جو لے آئے وحی کو اور قرآن کو اور واضح کر دیا تاویل کے بیان کو اور آئے جن کی خدمت میں جبریل امین علیہ السلام کرامت اور فضیلت کا مژدہ لے کر اور سیر کرائی جن کو بزرگ بادشاہ نے تاریک اور طویل رات میں، پس اٹھا دئے آپ کے لیے عالم غیب کے پردے جو برتر ہے اور دکھایا آپ کو عالم جبروت کی بلندیوں کو اور دیکھا آپ نے ہمیشہ زندہ رہنے والے ہمیشہ باقی رہنے والے خدا کی قدرت جسے موت نہیں آتی ٥ درود بھیجے اللہ تعالیٰ آپ پر اور سلام بھیجے اور ایسا درود جو ملا ہو تا ہو جمالِ حسن اور کمالِ بھلائی اور بزرگیوں کے ساتھ۔ (دلائل الخیرات شریف، سبق سوموار)

حوالہ جات:

(۱)سورۃ القصص، ۳۰۔ (۲)سورۃ الفاتحہ، ۳۔ (۳)سورۃ الحشر، ۲۴۔
(۴)سورۃ الشعراء، ۱۹۵۔ (۵)سورۃ البقرۃ، ۲۔ (۶)سورۃ البقرۃ، ۲۳۔
(۷)سورۃ النساء، ۸۲۔ (۸)سورۃ الحجر، ۹۔ (۹)سورۃ آل عمران، ۸۱۔
(۱۰)سورۃ البقرۃ، ۳۰۔ (۱۱)سورۃ الانعام، ۱۶۵۔ (۱۲)سورۃ البقرۃ، ۲۵۳۔
(۱۳)سورۃ البقرۃ، ۳۱۔ (۱۴)سورۃ النساء، ۱۶۴۔ (۱۵)سورۃ الانعام، ۸۶۔
(۱۶)سورۃ الانعام، ۷۵۔ (۱۷)سورۃ الاعراف، ۱۴۳۔ (۱۸)سورۃ الصف، ۶۔
(۱۹)سورۃ المائدۃ، ۱۵۔ (۲۰)سورۃ آل عمران، ۱۴۴۔ (۲۱)سورۃ الاحزاب، ۴۱۔
(۲۲)سورۃ الاعراف، ۱۵۸۔ (۲۳)سورۃ بنی اسرئیل، ۱۔ (۲۴)سورۃ الدخان، ۵۷۔
(۲۵)سورۃ النجم، ۱۔ ۱۸۔ (۲۶)سورۃ ھود، ۱۲۰۔ (۲۷)سورۃ الصف، ۱۸۰تا۱۸۲۔

باب دوم:

سفرِ معراج درود کی لڑیوں میں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں مسلمانوں کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔(الاحزاب،56)

اے ایمان والوں! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

یہاں تفصیل میں جائے بغیر اس آیت کریمہ کے حکم ربانی کے تحت صرف 2 پہلو پر گفتگو کرنا چاہوں گا۔

(۱)۔ درود و سلام پڑھنے یا بھیجنے کے حکم میں کسی بھی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے مثلاً کونسا درود پڑھو کتنا درود پڑھو، کس طرح درود پڑھو، کن اوقات پر درود پڑھو، درود میں کیا کیا الفاظ استعمال کرو۔

(۲)۔ کیا مسلمان صرف درود ابراہیمی پڑھنے کا پابند ہے یا اور دوسرے درود بھی پڑھ سکتا ہے۔

حقیقتاً درود پڑھنے یا بھیجنے کا حکم اللہ نے دیا ہے جب کہ درود پڑھنے کے الفاظ اللہ کے رسول نے بتائے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے جب صحابہ کرام نے سوال کیا کہ ہم نماز میں سلام تو آپ پر بھیجتے ہیں مگر درود کس طرح پڑھیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے درود ابراہیمی

پڑھنے کا طریقہ بتایا کہ یہ درود اس طرح پڑھو کہ پہلے میرے اوپر درود بھیجو پھر میری آل پر درود بھیجو جس طرح درود بھیجا گیا حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر، چنانچہ دو درود ابراہیمی پڑھنے کے الفاظ یوں ارشاد فرمائے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو درود ابراہیمی کے ساتھ ساتھ متعدد دوسرے درود پڑھنے کے صیغے اور الفاظ بتائے یہاں ان میں سے صرف ایک درود پیش کر رہا ہوں تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ مسلمان کو صرف درودِ ابراہیمی پڑھنے کا حکم نہیں ملا بلکہ وہ اور درود بھی پڑھ سکتا ہے لہٰذا ملاحظہ کیجئے دوسرا درود بزبانِ صاحب درود:

"اللھم اجعل صلوٰتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة۔ اللهم ابعثه مقاماً محموداً يغبطه به الاولون والآخرون۔ اللهم صل على محمدٍ وعلى آل محمدٍ كما

صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اللھم بارك علی محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علی

ابراھیم وعلی آلِ ابراھیم انك حمید مجید۔"

(سنن ابن ماجہ مترجم مولانا اختر شاہ جہاں پوری، جلد اوّل، ص 271، مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام اس روایت میں درود ابراہیمی سے قبل احسن الصلوٰۃ آپ نے ملاحظہ کی کہ صحابہ کرام اچھے سے اچھے درود بھیجنے کی فکر میں رہتے تھے، اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث مبارکہ میں مختلف صیغوں کے ساتھ مختلف درود ملتے ہیں جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ صحابہ کرام درود ابراہیمی کے ساتھ ساتھ اور بھی مختلف درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

قرآنی حکم یہ ہے کہ اے ایمان والو اس نبی پر درود بھیجو اور خوب سلام۔ اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ نماز کے علاوہ جب درود پڑھے تو ایسا درود پڑھے جس میں سلام کا صیغہ بھی ہو۔ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے درود کے صیغوں سے ایک اصول بالکل واضح ہو رہا ہے کہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل اللہ ہی کے ذریعہ درود بھجوا کر کی جاتی ہے چنانچہ ہمارا جواب ہوتا ہے: "اللھم صلی علیٰ محمد"۔۔۔ یعنی اے اللہ تو محمد پر درود بھیج۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان درود پڑھتا نہیں بلکہ اللہ رب العزت سے بھجواتا ہے کہ درود یا صلوٰت کا عمل کسی انسان کے بس کی

بات نہیں یہ صرف اور صرف اللہ ہی کی شان ہے کہ وہ نبی پر صلوٰت بھیجتا ہے البتہ جب بندہ حکم کی تعمیل کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے بھی صلوٰت بھیجتا ہے۔ البتہ سلام بھیجتے وقت بندہ اپنے رسول سے ہی مخاطب ہوتا ہے اور ان کو سامنے تصور کرتے ہوئے ان کو سلام کرتا ہے جس کا آپ ﷺ جواب بھی دیتے ہیں جب کہ ایک درود بھیجنے پر اللہ تعالیٰ بندے کو 10 نیکیوں سے نوازتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق اور آیت کریمہ میں کسی بھی قسم کی پابندی نہ ہونے کے باعث اہلِ محبت نے ایک طریقہ یہ اپنایا کہ درود پاک بھیجتے وقت وہ نام محمد ﷺ کے ساتھ آپ کے اوصاف حمیدہ ضرور بیان کرتے ہیں مثلاً:

اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم۔۔۔۔۔

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار ہمارے آقا محمد پر جو تاج والے، معراج والے، براق والے اور علم والے ہیں۔۔۔۔۔

چنانچہ ایک دو نہیں لاکھوں اقسام کے درود تاریخ میں رقم کئے گئے جو اہلِ محبت کی زبانوں پر جاری رہتے ہیں البتہ ہر مسلمان نماز میں صرف درود ابراہیمی ہی بھیجتا ہے مگر نماز میں درود سے قبل وہ سلام ضرور بھیجتا ہے: **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یا کتہٗ۔**

اللہ کے اس حکم درود و سلام کے پیشِ نظر ہر زمانے کے اہل اللہ نے اپنے اپنے رنگ میں درود بھیجے بلکہ درود کی نئی نئی لڑیاں بنائیں کسی کی درود کی لڑیاں چھوٹی ہیں کسی نے بہت زیادہ بنائیں یہاں تک کہ پچھلی صدی ہجری میں ایک عالم ربانی اور عاشقِ رسول ﷺ حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن قادری چھوہروی (المتوفیٰ 1342ھ) نے جب اس آیت درود و سلام کو بغور سمجھا تو آپ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی کے 30 پہلوؤں پر اپنی جانب سے سوائے درود کے کچھ نہ لکھا بلکہ ان 30 پہلوؤں پر آیت قرآنی، احادیث نبوی، آثار صحابہ و تابعین سے حضور ﷺ کے اوصاف نکالے اور ان کو درود کی لڑیوں میں پروتے چلے گئے یہاں تک کہ 10 ہزار سے زیادہ درود لکھ ڈالے اور ان کو 30 عنوانات کے تحت تقسیم کر کے ایک خوبصورت کتاب بعنوان "مجموعہ صلوات الرّسول" ترتیب دے دی جو 3000 صفحات پر مشتمل ہے۔ ان 30 عنوانات میں سے دسواں عنوان "الجزء العاشر فی اسرائہٖ و معراجہٖ" کے نام سے ہے اور جلد اول کے ص 859 تا 940 پر مشتمل ہے۔

راقم نے مناسب سمجھا کہ جب مقدمہ الکتاب میں آخری آیت چونکہ درود و سلام کی ہے تو کیوں نہ پہلے سفر معراج کو درود کی لڑیوں میں پیش کیا جائے اس لیے پیر خواجہ عبدالرحمٰن حنفی قادری چھوہروی قدس سرہٗ العزیز جو اُمّی علماء و مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں ان کی تصنیف سے

سفر معراج کے سلسلے میں کچھ درودوں کی لڑیاں سفر معراج کے سلسلے میں پیش کی جارہی ہیں۔ آپ جب اس کے متن کو پڑھیں گے تو یوں محسوس ہوگا کہ آپ عربی زبان میں حضور ﷺ کو ان کے سفر معراج پر خراج عقیدت پیش کررہے ہیں۔ یہاں 10 ویں باب کے درود مکمل پیش نہیں کیے جارہے ہیں بلکہ اس کا کچھ حصّہ قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، اگر کوئی مکمل درود کا گلدستہ بعنوان معراج پڑھنا چاہتا ہے تو وہ حضرت کی کتاب کا ضرور مطالعہ کرے بلکہ ہوسکے تو تیسوں عنوانات کا وہ درود کی شکل میں مطالعہ کرے۔ تحدیث نعمت پر ایک بات قلمبند کرنا چاہوں گا کہ جب احقر نے اپنی شریکِ سفر (اہلیہ) کوثر جہاں بنت شیخ محمد شفیق اللہ مرحوم (المتوفیٰ 1982ء) سے اس کتاب کا ذکر کیا اور ان تینوں جلدوں کو دکھایا کہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ نے اس کتاب میں 10,000 سے زیادہ درود لکھے ہیں تو انھوں نے کہا کہ آپ یہ مجھے دیں میں ان تینوں جلدوں کے درود کو ایک دفعہ ضرور پڑھوں گی اور ماشاء اللہ انھوں نے ایک مہینے میں ان تمام درود کو پڑھ لیا اللہ تعالیٰ ان کے پڑھے کو قبول فرمائے آمین!

اب ملاحظہ کیجیے دسویں باب "اسریٰ و معراج" کا کچھ حصہ اور پھر اس کا اردو ترجمہ:

صلوات الرّسول ﷺ

از: حضرت خواجہ محمد عبد الرحمٰن قادری چھوہروی

مترجم: حضرت مولانا اشرف سیالوی

باب العاشر فی اسرائہٖ و معراجہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِی اُسرِیَ بِہٖ وَھُوَ ابنُ اِحدٰی وَخمسِینَ سَنَۃً وَّ تِسعَۃَ اَشھُرٍ عددًا ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیّدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو اسراء کرایا گیا جبکہ وہ اکیاون سال اور نو ماہ کی عمر میں تھے۔

اللّٰھُمَّ صل وسلم علیٰ سیدنا محمدٍ وعلیٰ اٰلِ سَیدِنا محمدِ نِ الذی صلی بالاَنبِیَاءِ فِی اَلبَیتِ المُقَدَّس ویَجلِسُ یَومَ القِیٰمَۃِ عَلٰی اَرْفَعِ المِنْبَرِ وَالمَجلِسِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب نے نماز پڑھائی انبیاء علیہم السّلام کو بیت المقدس میں اور تشریف فرما ہوں گے قیامت کے دن بلند تر مقام اور مجلس میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخَذَ اِسرَافِیلُ بِرِکَابِہٖ وَلَاذَ مِیکَآئِیلُ بِجَنَابِہٖ ○

اے اللہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کی رکاب تھامی اسرافیل نے اور پناہ پکڑی میکائیل نے ان کی بارگاہ میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ لَمَّا مَالَتْ بِہٖ الصَّخْرَۃُ لَیْلَۃَ الْاِسْرَآءِ شَدَّھَا لَہٗ جِبْرَآئِیْلُ مِنَ الْجِھَۃِ الْاُخْرٰی ۝

اے اللہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جب مائل ہوا صخرۂ بیت المقدس کا ساتھ ان کے شب اسراء تو مضبوط کیا اسے جبرئیل نے دوسری جانب سے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ لَمَّا وَضَعَ رِجْلَہٗ عَلَی الصَّخْرَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ مُبَادِرًا غَاصَتْ رِجْلُہٗ فِیْھَا وَلَمْ یَزَلِ الْاَثَرُ اِلَی الْاٰنِ ظَاھِرًا ۝

اے اللہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس نے جب اپنا قدم مبارک رکھا صخرہ مذکور پر جلدی کے ساتھ تو آپ کا قدم مبارک اس میں دھنس گیا اور وہ نشان قدم اب تک اس میں ظاہر و محسوس ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ ضَحِكَ اِسْرَافِیْلُ لَہٗ وَسَأَلَہٗ وَمَا ضَحِكَ لِاَحَدٍ قَطُّ قَبْلَہٗ ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب (کی تشریف آوری پر) مسکرائے اسرافیل اور ان سے خیریت دریافت کی حالانکہ نہیں مسکرائے تھے کسی کے لیے آپ سے پہلے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَکِبَ الْبُرَاقَ مَسْرُوْجاً مَّلْجُوْماً وَّاخْتَرَقَ السَّبْعَ الطِّبَاقَ مَخْصُوْصاً مُّکَرُوْماًO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو محبوب سوار ہوئے براق پر جبکہ اس پر زین رکھی ہوئی تھی اور لگام دی ہوئی تھی اور عبور فرمایا آپ نے ساتوں آسمانوں کو اختصاص واکرام کے ساتھ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَقٰی فِی السَّمَآءِ بِنَعْلَیْنِ مِنْ نُّوْرٍ یَّلْمَعُ وَکَانَ صَرِیْرُ نَعْلَیْهِ بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ یُسْمَعُO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب آسمان پر چڑھے نور کا جوتا پہنے جو چمکتا تھا اور ان کے جوڑے کی آواز مشرق ومغرب میں سُنی جاتی تھی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مَحَمَّدِنِ الَّذِیْ اُسْرِیَ بِهٖ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَرَاٰی مَالَمْ یَرَهٗ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ اَحَدٌO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیّدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جن کو معراج کرائی گئی روح اور جسم سمیت اور جنہوں نے دیکھا وہ کچھ جو کسی نبی نے نہیں دیکھا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مَحَمَّدٍ وَّ علٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اُسْرِیَ بِہٖ یَقْظَاناً غَیْرَ نَائِمٍ وَّ بَدَاہُ اللہُ بِا لتَّحِیَّۃِ وَھُوَ اِلَیْہِ قَدِمٌ ٥

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جن کو معراج کرایا گیا بیداری کی حالت میں نہ کہ نیند کی حالت میں اور آغاز فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ تحیہ وسلام کا جبکہ آپ اس کی طرف آرہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ دَنَا فَتَدَلّٰی وَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الْکِتَابُ مُفَصَّلاً وَّ خُصَّ بِالْقُرْبِ فِی الْاِسْرَآءِ وَرَاٰی مِنْ اٰیاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ٥

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب قریب ہوئے پس بہت قریب ہوئے اور نازل کی گئی ان پر تفصیلی کتاب اور مخصوص ٹھہرائے گئے شب اسراء قرب خاص کے ساتھ اور دیکھا آپ نے رب کی بڑی آیات کو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عُرِجَ بِہٖ مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْبَیْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا عَلَی الْبُرَاقِ، وَعُرِجَ بِہٖ عَلٰی اَجْنِحَۃِ الْمَلٰئِکَۃِ اِلَی السَّبْعِ الطِّبَاقِ ٥

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو معراج کرایا گیا مکّہ مکرّمہ سے بیت المقدس تک اور پہلے آسمان تک براق پر اور معراج کرایا گیا انہیں ساتوں آسمانوں تک ملائکہ کے پروں پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ طَارَتْ بِهٖ رَزَارِفُ الْاَشْفَاقِ اِلٰی بِسَاطِ الْمَلِكِ الْخَلَّاقِ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو لے اڑیں شفقتوں کی تیز رفتار سواریاں ملک خلاق کی بارگاہ تک۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عُرِجَ بِهٖ عَلٰی اَسِرَّةِ الْبَهَا وَعُرِجَ بِهٖ عَلٰی جَنَاحِ جِبْرِیْلَ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَھٰی۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جس محبوب کو معراج کرائی گئی حسن وخوبی کے عرشوں پر اور معراج کرائی گئی انہیں جبرائیل کے پروں پر سدرۃ المنتہٰی تک۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عُرِجَ بِهٖ عَلٰی جَنَاحِ الرَّفْرَفِ الْكَرِیْمِ اِلٰی عَرْشِ الْعَظِیْمِ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جنہیں معراج کرایا گیا بزرگ رفرف کے پروں پر عرش عظیم تک۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عُرِجَ عَلٰی جَنَاحِ التَّأْیِیْدِ الْاَسْنَا اِلٰی قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو معراج کرایا گیا عالی شان تائید و تقویت کے پروں پر "قاب قوسین او ادنیٰ" کے قرب تک۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ نُوْدِیَ سَبْعَ مِائَۃِ اَلْفِ مَرَّۃٍ اُدْنُ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدُ لِکَمَالِ الْمَبَرَّۃِ وَ الْمَسَرَّہ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو نداء دی گئی ساتھ لاکھ مرتبہ "قریب ہو اے میرے حبیب محمد" واسطے کمال احسان اور مسّرت کے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَتِ الْمَلائکۃ فِیْ مَرْکَبِ الْاِسْرَآءِ تَزْحِمُ عَلَیْہِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس آقا کے لیے ملائکہ اسراء کے وقت سواری بننے میں ازدحام کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ جُعِلَتْ لَہُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ شَمْعَتَیْنِ وَجِبْرَآئِیْلُ حَامِلُھُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے لیے بنایا گیا سورج اور چاند کو دو شمعیں اور جبرائیل علیہ السّلام انہیں اُٹھانے والے تھے ان کے آگے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَقِیَ السَّمَآءَ وَاُنْزِلَ الْمَنْزَلَ الْمُقَرَّبَ وَرَاٰی اُمَّہٗ تَنْظُرُ اِلَیْہِ فِیْ کُلِّ مَوْقِفٍ وَّ تَتَعَجَّبُ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو آقا آسمان پر چڑھے اور ان کو اُتارا گیا منزل مقرب میں اور دیکھا آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھتے ہوئے آپ کی طرف ہر موقف میں اور تعجب کرتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ زُجَّ فِی النُّوْرِ وَرُفِعَ لَہٗ بَیْتُ الْمَعْمُوْرِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جس محبوب کو آراستہ کیا گیا نور میں اور سامنے کیا گیا ان کے بیت المعمور۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اُقِیْمَ مَقَامَ الْعِزِّ وَالْوَفَاءِ وَ وَقَفَ مَوْقِفَ الْکَرَامَۃِ وَالزُّلْفٰی ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جن کو قائم کیا گیا عزت اور وفا کے مقام پر اور جو ٹھہرے کرامت اور قرب کی منزل میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ

الَّذِیْ جَاوَزَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَاعْتَلٰی وَسَمِعَ خِطَابَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰیO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب کہ آگے گزر گئے سدرۃ المنتہیٰ سے اور بلند ہو گئے اور سنا خطاب اللہ بلند شان کا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ

الَّذِیْ رَکِبَ رَفْرَفَ الْعُلٰی طَلَباً لِّلْقُرْبِ مِنَ الْمَوْلٰیO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب سوار ہوئے بلند مرتبت رفرف پر مولیٰ تعالیٰ کے قرب کے طلب میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ

الَّذِیْ جَاوَزَ سَبْعِیْنَ حِجَاباً عَلَی التَّمَامِ، غِلْظُ کُلِّ حِجَابٍ مِّنْھَا مَسِیْرَۃُ خَمْسِمِائَۃِ عَامٍO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو عبور فرما گئے ستر (70) حجابات کو مکمل طور پر کہ جن میں سے ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ

الَّذِیْ جَاوَزَ الْکَآئِنَاتِ وَاخْتَرَقَ الْحُجُبَ وَالسُّرَادِقَاتِO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو محبوب آگے گزرے ساری کائنات سے اور عبور کیا تمام حجابات اور سرادقات کو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ قَرُبَ اِلٰی قَابَ قَوْسَیْنِ وَھُوَ لَیْسَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو فائز ہوئے قاب قوسین کے قرب پر اور وہ نہیں ہیں غیب (کی خبروں) پر بخیل۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ ظَھَرَ بِمُسْتَوًی یَّسْمَعُ فِیْہِ صَرِیْرَ الْاَ قْلَامِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب بلند ہوئے اس مقام تک کہ سنتے تھے اس میں (کاتبان قدرت) کی قلموں کی آواز۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَاٰی عُمُوْدَ الْکِتَابِ اخْتُلِسَ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِہٖ وَعُبِدَ بِہٖ اِلَی الشَّامِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب نے مشاہدہ فرمایا کہ کتاب اللہ کے عمود (نور) کو کہ نکالا گیا ہے ان کے تکیہ کے نیچے سے اور قصد کیا گیا ہے اس کے شام کی طرف لے جانے کا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ جَلَّی اللّٰہُ لَہُ الْبَیْتَ الْمُقَدَّسَ وَطَفِقَ یُخْبِرُ اَصْحَابَہٗ بِاٰیَاتِہٖ وَھُوَ جَالِسٌ مَّعَھُمْ فِیْ الْمَجْلِسِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جن پر ظاہر فرمایا اللہ نے بیت المقدس اور آپ خبریں دینے لگے اپنے ساتھیوں کو اس کی علامات کی حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے ان کے ساتھ مجلس میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ قَرَّبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْقُدْسِ اِلٰی مَقَامِ الْعُلٰی وَجَمِیْعُ مَلٰئِکَةِ السَّمَآءِ تَتَبَاشَرُ بِقُدُوْمِهٖ وَرُؤْیَاهُ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ قریب کیا انہیں اللہ تعالیٰ نے قدس سے مقام علیٰ (عرش) تک اور تمام فرشتے آسمانوں کے خوشیاں منا رہے تھے ان کی تشریف آوری پر اور ان کے دیدار سے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ علٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَایَاتُهٗ تَخْرِقُ الْعُلٰی وَاَعْلَامُهٗ اِنْتَشَرَتْ فِی الْمَلَأِ الْاَعْلٰی○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے جھنڈے بلندیوں کو پھاڑتے ہیں اور جن کے پرچم لہراتے ہیں ملاء اعلیٰ میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحُمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ لَمَّا عُرِجَ بِهٖ اِلَی السَّمَآءِ فِیْ صُوْرَتِهِ الْبَشَرِیَّةِ خَلَقَ اللّٰهُ لَهٗ صُوْرَةً عَلٰی صُوْرَةِ اَبِیْ بَکْرٍ تُؤْنِسُهٗ فِیْ اَمَاکِنَ الرُّوْحَانِیَّةِ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ محبوب کو آسمان کی طرف معراج کرائی گئی ان کی صورت بشریہ میں تو پیدا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک صورت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صورت پر جو آپ کی مونس تھی روحانی مقامات میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَقَی الْمِعْرَاجَ فِیْ عَالَمِ السَّمٰوٰتِ وَذَاقَ حَلَاوَۃَ الْوَصْلِ وَلَذَّۃَ الْمُنَاجَاتِ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو محبوب معراج (نورانی سیڑھی) کے ذریعے چڑھے آسمانوں کے جہاں میں اور حاصل کی حلاوت وصل کی اور لذّت اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عَلَّمَ الْمَلٰئِکَۃَ اٰدَابَ الْعَبُوْدِیَّۃِ فِیْ حَضْرَۃِ الرُّبُوْبِیَّۃِ وَافْتُرِضَتْ عَلَیْہِ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس مخدوم کائنات نے سکھلائے ملائکہ کو عبودیت کے آداب بارگاہِ ربوبیت میں اور فرض کی گئیں ان پر پانچ نمازیں سات آسمانوں سے اُوپر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اسْتَحْیَا مِنْ رَّبِّہٖ اَنْ یُّرَاجِعَہٗ وَمَا لَمِسَتْ یَدُہٗ یَدَ اِمْرَاَۃٍ قَطُّ لِلْمُبَایَعَۃِ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیّدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس معدن حیاء نے شرم محسوس کی اپنے رب سے کہ (پانچ نمازوں کی تخفیف میں) اس سے رجوع کریں اور نہ مس کیا ان کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت کے لیے کبھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْاَذَانَ بِهَيْئَتِهٖ وَصُوْرَتِهٖ فِىْ حَضْرَةِ اُلُوْهِيَّتِهٖ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو سکھلائی اللہ تعالیٰ نے آذان بمع اپنی ہیئت وصورت کے اپنی بارگاہ الوہیت میں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ حَازَ كَسْبَ الْكَمَالِ وَعَايَنَ اَنْوَارَ الْجَلَالِ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب نے جمع کیا ہر قابل کسب کمال اپنے اندر اور مشاہدہ فرمائے انوارِ جلال۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ مَلَّكَهُ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَكْوَانِ وَصَلّٰى اِمَامًا فِىْ حَضْرَةِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو مالک بنادیا اللہ تعالیٰ نے کائنات کے خزائن کی چابیوں کا اور جنہوں نے نماز پڑھی بطور امام ہونے کے اور شہنشاہ جزاء دینے والے کی بارگاہ میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ دَحَا اللّٰہُ لَہٗ اَسْتَارَالْجَلَالِ وَسَاقَ اللّٰہُ لَہٗ مِنَ التُّحَفِ مَالَا یَنَا لُہٗ اَحَدٌ وَّلَا نَالَ ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے لیے پھیلائے اللہ تعالیٰ نے پردے جلال کے اور پہونچائے انہیں ایسے تحائف کہ جنہیں کوئی نہ پائے گا اور نہ ہی کسی نے پائے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ ھَامَ فِیْ اَوْدِیَۃِ الْفَنَآءِ وَالْبَقَآءِ وَالْغَیْبَۃِ وَالْحُضُوْرِ ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب کہ (محبت مولیٰ میں) سرگرداں رہے فناء (فی اللہ) اور بقاء (باللہ) اور غیبت (ذات بحت) اور حضور (وستھو دذات) کی وادیوں میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِی انْغَمَسَ فِیْ بِحَارِ اَنْوَارِ الْاَحَدِیَّۃِ بِاَسْرَارِ الْاُلُوْھِیَّۃِ ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب کہ غوطہ زن ہوئے انوارِ احدیث کے سمندروں میں اسرار الوہیت کے ساتھ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَکِبَ مَرْکَبِ الْمُسَابِقَاتِ اِلَی الْخَیْرَاتِ وَقَطَعَ الشَّوَاغِلَ عَلٰی اَسْمَآءِ الدَّرَجَاتِ ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو محبوب سوار ہوئے خیرات کی طرف مسابقتوں کی سواری پر اور قطع فرمایا مشغول و مصروف رکھنے والے اسباب کو عالی درجات سے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَکِبَ مَرْکَبَ الْاَمَانِ وَالتَّامِیْنِ وَرُفِعَ مَقَامُہٗ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو کہ سوار ہوئے امن پانے اور امن دینے کے مرکب پر اور بلند کیا گیا مقام ان کا اعلیٰ علیّین میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَکِبَ مَرْکَبَ التَّقْدِیْمِ وَالْاِقْدَامِ لِمُنَاجَاتِ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب سوار ہوئے آگے لے جانے اور آگے بڑھنے والے مرکب پر واسطے ملک علام کی مناجات وہمکلامی کے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَکِبَ مَرْکَبَ التَّخْصِیْصِ وَالْعِنَایَۃِ وَاقْتَعَدَ سَنَامَ الرُّشْدِ وَالْھِدَایَۃِ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب سوار ہوئے اللہ تعالیٰ کے اختصاص وعنایت کے مرکب پر اور بیٹھے رشد وھدایت کے اعلیٰ مقام پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ رَکِبَ جَنَاحَ التأیِیْدِ وَرَقِیْ مَرَاقِیِ الْعِزِّ وَالتأیِیْدِO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو محبوب سوار ہوئے توفیق خداوندی کے پروں پر اور بلند ہوئے عزّت وتائید کی سیڑھیوں پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ ارْتَدٰی رِدَآءَ الْاَمْنِ وَالْعُلَا وَزَادَ رِفْعَۃً وَّ عُلاً عَلَی الْمَلَکُوْتِ الْاَعْلٰیO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب نے اوڑھی چادر امن اور برتری کی اور بڑھ گئے ازروئے رفعت وعلو کے ملکوت اعلیٰ سے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اسْتَبْشَرَبِہٖ اَقْطَارُ السَّمٰوٰتِ لَمَّا اُسْرِیَ بِہٖ اِلٰی اَعْلَی الْمَقَامَاتِ وَاَلْبَسَہُ اللّٰہُ حُلَلَ الْبَھَآءِ وَالْمَحَامِدِO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کی وجہ سے خوش ہوگئے آسمانوں کے اطراف واکناف جبکہ انہیں معراج کرایا گیا اعلیٰ مقامات تک اور پہنائی انہیں اللہ تعالیٰ نے پوشاکیں حسن وخوبی اور تعریف وثناء کی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ یَسْتَظِلُّ تَحتَ لِوَآئِہٖ کُلُّ حَامِدٍ وَّ خَلَعَ عَلَیْہِ الْمَلِکُ الْمَعْبُوْدُ خِلَعَ الرِّضٰی وَالْجُوْدِO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے لواء الحمد کے نیچے سایہ حاصل کرے گا ہر حمد کرنے والا اور خلعت بخشی انہیں ملک معبود نے رضا و پسندیدگی اور جود و کرم کی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ لَاحَتْ لَہٗ لَوَآئِحُ الْبُرُوْقِ وَلَوَامِعُ الْاَنْوَارِ وَظَھَرَتْ لَہٗ طَوَالِعُ الْمُشَاھَدَاتِ وَالْاَسْرَارُ الشُّرُوْقُ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے لیے ظاہر ہوئیں چمکتی بجلیاں اور روشن انوار اور ظاہر ہوئے ان پر مشاہدات کے آفتاب وماہتاب اور دمکتے اسرار۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَشَفَ اللّٰہُ لَہٗ عَالَمَ الْمَلَکُوْتِ وَعَایَنَ اَنْوَارَ الْجَبَرُوْتِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب پر اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمایا عالم ملکوت کو اور انہوں نے مشاہدہ کیا انوارِ جبروت کا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ وُطِئَتْ لَہٗ بُسُطُ الْجَلَالِ وَمُھِّدَتْ لَہٗ اَکْنَافُ الْقَبُوْلِ وَالْاِقْبَالِ ○

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے قدموں میں بچھائے گئے جلال و بزرگی کے بچھونے اور پھیلائے گئے ان کے لیے قبولیت اور نیک بختی کے پہلو اور آغوشیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ صِیْغَ مِنَ الْجَلَالِ وَرَاٰی سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَثَمَرَھَا کَالْقِلَالِ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو محبوب ڈھالے گئے عنصر جلال سے اور دیکھا سدرۃ المنتہٰی کو اور اس کے پھلوں کو مانند مٹکوں کے (بڑائی میں)۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ بِالثُّبَاتِ حِیْنَ رَاٰی عَظَآئِمَ الْمَخْلُوْقَاتِ السَّبْعِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَدُوْنَھُمَا۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ثابت قدمی جبکہ مشاہدہ فرمایا عظیم ترین مخلوقات کا ساتوں آسمانوں اور زمینوں والی کا اور ان کے علاوہ کا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ وُطِیَٔ لَہٗ بِسَاطُ الرُّبُوْبِیَّۃِ بِاِقْدَامِہٖ وَاَحْرَمَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ لِاِحْرَامِہٖ۝

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جن کے قدموں میں بچھائے گئے بچھونے تربیت اور شائستگی کے ان کی آمد پر اور احرام باندھا ملائکہ نے ان کے احرام باندھنے پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ خُفِّفَ بِهِ الْعَذَابُ عَنِ الْکُفَّارِ حِیْنَ اطَّلَعَ عَلَی النَّارِ وَخُفِّفَ بِهِ الْعَذَابُ الْوَاصِبُ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ طَالِبٍO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جن کے طفیل ہلکا کر دیا گیا کفار پر سے عذاب جبکہ انہوں نے مشاہدہ فرمایا آتش دوزخ کا اور ہلاک کر دیا گیا ان کی بدولت دائمی عذاب ان کے چچا ابو طالب سے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ خُفِّفَ بِهِ الْعَذَابُ عَنْ اَبِیْ لَهَبٍ لِّعِتْقِهِ الْوَلِیْدَةَ الَّتِیْ بَشَّرَتْهُ بِوِلَادَتِهٖO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب کے طفیل کم کر دیا گیا عذاب ابو لہب سے بسبب اس کے آزاد کرنے کے اس لونڈی کو جس نے اسے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ سَاَلَهُ الْبُرَاقُ اَنْ یَّشْفَعَ فِیْهِO

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جس محبوب سے مطالبہ کیا براق نے کہ اس کے لیے شفاعت فرما دیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ مَا مَرَّ عَلٰی نَبِیٍّ وَّلَا مَلَكٍ اِلَّا رحَّب بِهٖ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ○

اے اللہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ جو محبوب نہ گزرے کسی بھی نبی اور فرشتہ پر مگر سب نے آپ کو مرحبا کہا اور سلام پیش کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ لَمْ تَکُنْ فِی السَّمٰوٰتِ عَجِیْبَةٌ اِلَّا اطَّلَعَ عَلَیْهَا وَلَمْ تَکُنْ فِی السَّمٰوٰتِ مِنْحَةٌ غَرِیْبَةٌ اِلَّا وَصَلَ اِلَیْهَا○

اے اللہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر کہ نہیں تھی آسمانوں میں کوئی عجیب شئی مگر آپ اس پر مطلع ہوئے اور نہیں تھا کوئی انوکھا عطیہ مگر آپ اس تک پہنچے (اور اسے حاصل کیا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی اٰلِ سَیِّدنَا مُحَمَّدِنِ الْمَعْنِیِّ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی○ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُلُوْبَنَا مَعْمُوْرَةً بِالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ بِمَعَارِفِهِ الْعِلْمِیَّةِ، وَاَرْوَاحَنَا مُنَوَّرَةً بِاَنْوَارِهِ السَّنِیَّةِ، وَعُقُوْلَنَا تَابِعَةً لِمَاْمُوْرَاتِهٖ، وَنُفُوْسَنَا مَحْجُوْرَةً بِمَنْهِیَّاتِهٖ، وَاَبْدَانَنَا مُنْقَادَةً لِّعَظِیْمِ ذٰلِكَ الْهُدٰی مَآ اَحْیَیْتَنَآ اَبَدًا○ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حَیَاتَنَا عَلٰی سُنَّتِهٖ وَمَوْتَنَا عَلٰی مَوْتِهٖ، وَاجْعَلْهُ مُجِیْباً لَّنَا فِی

الْبَرْزَخِ عِنْدَ السُّؤَالِ وَشَفِيْعاً لَّنَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ النَّكَالِ وَعَظِيْمِ الْاَهْوَالِ۔

اے اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیدنا محمد پر اور آپ کی آل پر جو کہ مراد ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ''نہیں جھٹلایا دل نے جو انہوں نے دیکھا کیا تم ان کے ساتھ جھگڑتے ہو اس پر جو وہ دیکھتے ہیں اور البتہ دیکھا انہوں نے اسے دوسری دفعہ اترتے ہوئے۔'' اے اللہ ہمارے دلوں کو آباد فرما بطفیل بیت معمور کے ساتھ اپنے محبوب کی علمی معارف کے اور ہماری ارواح کو منور فرما ان کے عالی شان انوار کے ساتھ اور ہمارے عقول کو آپ کے فرمودات کے تابع بنا اور ہمارے نفوس کو آپ کے منہیات کے ذریعے مجبور ٹھہرا اور ہمارے بدنوں کو فرمانبردار بنا آپ کی اس عظیم ہدایت کا جب تک کہ ہمیں زندہ رکھے۔ اے اللہ بنا ہماری زندگی آپ کی سنّت کے مطابق اور ہماری وفات آپ کے وصال کے موافق اور بنا آپ کو ہماری التجاؤں کو قبول فرمانے والے برزخ میں سوال کے وقت اور ہماری شفاعت فرمانے والے تیرے ہاں قیامت کے دن عذاب الیم اور عظیم ہولناکیوں سے۔

باب سوم:

سفر نامۂ معراج بزبان صاحب معراج

از: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شب معراج کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم نے اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

پھر حضور سید عالم ﷺ نے اس کی تفصیل یوں ارشاد فرمائی: اس وقت جبکہ میں مسجد حرام کی حدود میں آرام فرما تھا تو مجھے کسی نے آکر جگایا، میں نے بیدار ہو کر ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا تو میں

دوبارہ آرام کرنے لگا۔ پھر کسی نے آکر جگایا لیکن اس مرتبہ بھی کوئی نظر نہ آیا اور میں سو گیا۔ پھر کسی نے بیدار کیا لیکن اس مرتبہ بھی کوئی نہیں تھا۔ میں اسی خیال میں اندازہ سے مسجد حرام سے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک جانور کے قریب کھڑا ہوں، یہ تمہارے گھوڑوں اور خچروں کے مشابہ تھا اور کان لمبے تھے اس کو "براق" کہا جاتا ہے، انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی مجھ سے قبل اس پر سوار ہوئے تھے، حد نگاہ پر اس کا قدم پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہو کر چلنے لگا کہ راستہ میں داہنی جانب سے مجھے کسی نے آواز دی اے محمد !(ﷺ) میری طرف نظر فرمائیں میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، دو مرتبہ آواز آئی لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ رکا۔ پھر آگے چل کر اسی طرح ایک آواز آئی لیکن میں وہاں بھی نہ رکا۔ میں سفر کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک عورت کلائی کھولے سامنے آئی جو ہر طرح کی زینت سے آراستہ تھی، اس نے بھی اسی طرح آواز دی مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ اس کی طرف دیکھا یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا میں نے اسی احاطہ میں براق کو باندھا جہاں انبیائے کرام باندھتے تھے۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام دو پیالے لیکر آئے، ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ، میں نے دودھ پی لیا اور شراب کے پیالے کو چھوڑ دیا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا: یارسول

اللہ! آپ نے فطرت سلیمہ کے مطابق کیا، میں نے اس توفیق ربانی پر تکبیر پڑھی۔ پھر حضرت جبرئیل نے پوچھا، یارسول اللہ! میں آپ کے چہرۂ اقدس میں کچھ محسوس کر رہا ہوں فرمایا: میں نے تینوں آوازوں کی بابت بتایا۔ عرض کیا: یارسول اللہ! پہلی آواز یہودیوں کی تھی، اگر آپ جواب دے دیتے تو آپ کی امت کے لوگ یہودی ہو جاتے، دوسری آواز نصاریٰ کی تھی، وہاں بھی جواب دینے پر امت کے نصرانی ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اور تیسری آواز جو عورت کی شکل میں تھی وہ دنیا تھی کہ اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو پسند کر لیتی۔

فرمایا: پھر میں حضرت جبرئیل کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوا اور نماز ادا کی۔ اس کے بعد معراج (سیڑھی) لائی گئی جس پر چڑھ کر مومنین کی روحیں آسمان پر جاتی ہیں، مخلوق نے اس سے زیادہ خوبصورت کوئی سیڑھی نہ دیکھی ہو گی، ہاں آدمی کی روح قبض ہوتے ہی اسکا دیدار کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ میں حضرت جبرئیل کے ساتھ آسمان پر گیا تو وہاں پہلے ایک اسماعیل نامی فرشتے سے ملاقات ہوئی جو آسمان دنیا پر متعین کیا گیا ہے، اس کے سامنے ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ کی جماعت ایک لاکھ فرشتوں پر مشتمل تھی، اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں فرمایا:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ

اور تیرے رب کے لشکر کو تیرا رب ہی جانتا ہے۔

حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلوایا، آواز آئی، کون؟ آپ نے کہا: میں جبرئیل، آواز آئی، آپ کے ساتھ کون؟ آپ نے جواب دیا: حضور محمد رسول اللہ ﷺ، پھر ندا ہوئی کیا ان کی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب میں کہا: ہاں، آسمان پر پہنچنے کے بعد ہماری ملاقات حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے ہوئی اور آپ اس صورت میں تشریف فرما تھے جس پر آپ کو پیدا کیا گیا تھا۔ آپ پر آپ کی اولاد میں سے پاک روحیں پیش کی جاتیں تو آپ فرماتے: ان کو اعلیٰ علیین میں لے جاؤ، اور بدروحوں کے بارے میں فرماتے ان کو ''سجین'' میں قید کردو۔

پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میرا گزر ایک خوان کے پاس سے ہوا جس پر عمدہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے پارچے چنے تھے لیکن اس کے قریب کوئی نہیں آرہا تھا، اور آگے ایک ایسا خوان تھا جس پر بدبودار سڑا ہوا گوشت تھا اور لوگ اس کو کھا رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں کہ حلال چیزیں چھوڑ کر حرام پر کمربستہ رہتے ہیں۔

فرمایا: پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے، جب کوئی اٹھنے کا ارادہ کرتا تو گر جاتا، اور کہتا: اے اللہ! قیامت قائم نہ ہو، یہ لوگ آل فرعون کی راہ پر دنیا میں گامزن رہے یعنی دنیاوی مال و متاع جمع کرنے میں وقت گزارتے، میں

نے دیکھا کہ ایک قافلہ آتا اور ان کو روندتا چلا جاتا۔ اس وجہ سے ان کی چیخیں بلند ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں فریاد کرتے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ آپ کی امت کے سود کھانے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط۔۔۔

قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکر مخبوط بنادیا ہو۔

فرمایا: پھر تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایسی قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹ کی طرح ہیں ان کے منہ کھلوائے جاتے ہیں اور اس میں پتھر ڈالے جاتے ہیں، پھر ان کے نیچے سے نکلتے ہیں۔ میں نے ان کا شور و غل سنا جو وہ بارگاہ خداوند قدوس میں گڑگڑا رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ یتیموں کا مال کھانے والے لوگ ہیں۔ بطور ظلم ان کا مال کھاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔

(سُوْرَةُ النِّسَآء، آیت 10)

وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں، اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔

پھر کچھ دیر بعد ہی ایسی عورتیں نظر آئیں جو سینے کے بل لٹکادی گئی تھیں، میں نے خداوند قدوس کی بارگاہ میں ان کی گریہ وزاری سنی میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ عورتیں کون ہیں؟ بولے: یہ آپ کی امت کی زناکار عورتیں ہیں۔

پھر تھوڑی دیر بعد ایسے لوگوں سے گزر ہوا کہ ان کے پہلو سے گوشت کا ٹکڑا کاٹا جاتا اور ان سے کھانے کو کہا جاتا کہ کھاؤ جس طرح تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا: یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے منہ پر عیب لگاتے اور پیٹھ پیچھے بدی کرتے تھے۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے۔ وہاں ایک ایسے حسین و جمیل شخص سے ملاقات ہوئی جن کا حسن وجمال لوگوں میں اس فضیلت کا حامل تھا جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا: یہ آپ کے بھائی حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور یہ ان کی قوم ہے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

پھر تیسرے آسمان پر پہنچنے، وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ بھی ان کی قوم تھی میں نے سلام کیا تو ان کی طرف سے جواب ملا۔

پھر چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کا مقام و مرتبہ نہایت بلند فرمایا ہے میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

پھر پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، ان کی آدھی داڑھی سفید تھی اور آدھی سیاہ، اور لمبائی میں ناف کے قریب، میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا: یہ اپنی قوم کے محبوب و معزز ہیں، یعنی حضرت ہارون بن عمران اور ان کے ساتھ ان کی قوم ہے، میں نے سلام کیا تو جواب ملا۔

پھر چھٹے آسمان پر پہنچنے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ان کے بال نہایت کثیر تھے وہ کہہ رہے تھے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان کے مقابلہ اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ معزز ہوں، بلکہ یہ مجھ سے نہایت معزز و مکرم ہیں، میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا: یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم ہے، میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

پھر میں ساتویں آسمان پر پہنچا وہاں حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی کہ آپ بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، اور لوگوں میں نہایت خوبصورت معلوم ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا: یہ آپ کے والد حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں اور ان کے ساتھ یہ ان کی قوم ہے، میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب عنایت فرمایا۔ پھر مجھے میری امت دو گروہوں میں نظر آئی، ایک جماعت کاغذ کی مانند سفید لباس میں ملبوس تھی، اور دوسری میلا کچیلا لباس پہنے تھی۔

اس کے بعد میں بیت المعمور میں داخل ہوا میرے ساتھ سفید لباس والے بھی تھے لیکن گندے لباس والوں کو روک دیا گیا تھا۔ وہ گرمی اور تپش میں رہے۔ میں نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ بیت المعمور میں نماز ادا کی پھر ہم وہاں سے نکلے۔

فرمایا: بیت المعمور ایسا مقام ہے کہ ہر دن وہاں ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آچکے وہ قیامت تک دوبارہ نہیں آئیں گے۔ فرماتے ہیں: پھر میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا، اس کا ایک ایک پتہ اتنا بڑا تھا کہ گویا اس امت کو ڈھانپ لے۔ وہاں ایک چشمہ جاری ہے جس کو سلسبیل کہتے ہی اس سے دو نہریں رواں ہیں ایک کوثر، دوسری نہر رحمت، میں نے اس میں غسل کیا، پھر مجھے یہ مژدہ ملا کہ تمہارے سبب سب اگلوں پچھلوں کی خطائیں معاف کر دی گئیں اور تمہیں ہر لغزش سے مامون و محفوظ کر دیا گیا۔

اس کے بعد میں جنت کی سیر کے لیے چلا تو مجھے ایک عورت سامنے سے آتی نظر آئی، فرمایا: تو کون ہے؟ اور کس کے لیے ہے؟ اس نے

عرض کیا: میں زید بن حارثہ کی (بیوی) ہوں۔ پھر میں نے ایسی نہریں دیکھیں جن کا پانی بودار نہیں ہوتا اور دودھ کی نہریں جن کا مزہ نہیں بدلتا، شراب کی نہریں جس کو پینے سے پینے والے کو لذت محسوس ہو اور صاف شفاف شہد کی نہریں، وہاں کے سیب ایسے جیسے بڑے ڈول، وہاں کے پرندے ایسے کہ بختی اونٹ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا۔

پھر میرے سامنے دوزخ لائی گئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب تھا، اور اسکا عذاب و سزا، اس میں ایک پتھر اور لوہا ڈال دیا جائے تو وہ اس کو کھا جائے۔ پھر وہ ہٹالی گئی۔

اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ مجھ پر پیش ہوا تو اس نے مجھے ڈھانپ لیا، اس وقت میرے اور رب عزوجل کے جلوہ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ تھا، اس وقت مجھ پر پچاس نمازوں کا تحفہ فرض ہوا اور ساتھ ہی ندا ہوئی کہ ہر نیکی کے بدلے تمہارے لیے دس نیکیاں ہیں، جب کسی نیکی کا ارادہ کروگے تو ایک نیکی لکھی جائے گی جب عمل کروگے تو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ اور جب کوئی ایک گناہ کا ارادہ کرے گا تو اس پر عمل سے پہلے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور عمل کرنے پر صرف ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔

یہ تحفہ لے کر میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزرا تو آپ نے عرض کیا: آپ کو آپ کے رب نے کیا حکم فرمایا: میں نے کہا: پچاس نمازیں، عرض کیا: جایئے اور اس میں تخفیف کرایئے کہ آپ کی امت اس بار کو نہیں اٹھا سکے گی اور جب عاجز رہے گی تو انکار کر بیٹھے گی، میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوا اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا خواست گار ہوا کہ میری امت تمام امتوں میں ضعیف وناتواں ہے، لہٰذا دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ اسی طرح میں اپنے رب کے حضور اور حضرت موسیٰ کے پاس آتا جاتا رہا یہاں تک کہ دس نمازیں باقی رہیں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے وہی مشورہ دیا، اس مرتبہ میری درخواست پر پانچ نمازیں اور معاف ہوئیں، اور اب صرف پانچ باقی تھیں، سدرہ کے پاس ایک فرشتے نے مجھے ندا کی فریضہ تو مکمل رہا بندوں سے تخفیف کر دی گئی کہ ہر نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

پھر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی تو آپ کا مشورہ اب بھی یہی تھا کہ مزید تخفیف اور کرایئے۔ میں نے کہا: اب مجھے تخفیف کے لیے رب کے حضور جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

(جامع الاحادیث، از: امام احمد رضا، جلد پنجم، ص100۔106، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور، 2003ء)

سفر معراج کی تفصیل بحوالہ التفسیر ابن جریر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا کسی دوسرے صحابی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "سبحان الذی اسریٰ" الآیہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت جبرئیل اپنے ساتھ حضرت میکائیل علیہما السلام کو لیکر حاضر ہوئے۔ حضرت جبرئیل نے حضرت میکائیل سے فرمایا: آب زمزم سے ایک طشت بھر کے لاؤ تاکہ میں آپ کے مقدس قلب کو خوب ستھرا کردوں اور آپ کے سینہ اقدس کو کھول دوں، راوی کہتے ہیں: پھر آپ کے مبارک پیٹ تک ایک شگاف لگایا اور قلب مبارک کو تین مرتبہ دھویا، ہر مرتبہ حضرت میکائیل آب زمزم سے طشت بھر کے لاتے، اس کے بعد آپ کا سینہ اقدس خوب کشادہ ہوگیا اور اس میں بشری تقاضے کی رو سے جو چیز تھی اسے دور کردیا نیز حلم و بردباری ایمان و یقین اور اسلام سے اس کو بھر دیا دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی، پھر براق آیا اور اس پر آپ سوار ہوئے اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ منتہائے نظر قدم پڑتا اور اس سے حضور کا سفر اسی طرح جاری رہا اور ساتھ میں حضرت جبرائیل بھی تھے۔

آپ کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو ایک دن میں کھیتی کرتے اور اسی دن کاٹ لیتے، جب کھیتی کاٹ کر فارغ ہوتے فوراً پھر وہ ویسی ہی لہلہاتی اور بدستور سابق یہ کاٹ لیتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں کہ ان کی نیکیاں سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہیں اور جو انہوں نے راہ خدا میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت کے لیے ذخیرہ فرمادیا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

پھر ایک ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جارہے ہیں، جب پورے طور پر کچل جاتے ہیں تو پھر ویسے ہی دوبارہ صحیح ہو جاتے ہیں، فرمایا: اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سر فرض نماز سے بوجھل رہتے ہیں۔

پھر ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے آگے پیچھے شرمگاہوں پر چیتڑھے بندھے تھے اور اونٹ بکریوں کے طرح چل پھر رہے تھے، ساتھ ہی وہ ذلت کا کھانا، تھوہڑ اور جہنم کے گرم گرم پتھر کھارہے تھے، آپ نے فرمایا: اے جبرئیل یہ کن لوگوں کی مثال ہے؟ عرض کیا: یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو اپنے مالوں کی زکوۃ نہیں ادا کرتے، اللہ تعالیٰ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ بندوں پر بالکل ظلم نہیں فرماتا۔

پھر ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے پاس بھنا ہوا گوشت ہانڈیوں میں رکھا ہے، اور پاس ہی کچا بدبودار ناپاک گوشت بھی ہے، یہ لوگ کچا بدبودار گوشت تو کھاتے ہیں لیکن پاکیزہ بھنے گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ فرمایا: اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں حلال و پاکیزہ بیویاں تھیں لیکن یہ بدچلن عورتوں کے پاس شب باشی کرتے، اور ان عورتوں کی مثال تھی جو اپنے پاک شوہروں کو چھوڑ کر بدچلن مردوں سے ساز باز رکھتیں اور انہیں کے پاس رات گزارتیں۔

پھر حضور سید عالم ﷺ کا گزر ایک ایسی لکڑی کے پاس سے ہوا کہ راستہ میں اس لکڑی کے پاس سے جو کپڑا گزرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے، اور جو چیز بھی گزرتی ہے وہ پھٹ جاتی ہے۔ فرمایا: اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ آپ کے ان امتیوں کی مثال ہے جو لوٹ مار کرتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی:

وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

(سُوْرَةُ الْاَعْرَاف، آیت 86)

اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو۔

(کنز الایمان)

پھر ایک ایسے مرد کے پاس سے گزر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھا تیار کر لیا تھا جس کو اٹھا نہیں پا رہا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ مزید لکڑیاں لا کر اس میں اضافہ کر رہا ہے، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ آپ کا وہ امتی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوتیں جن کی یہ بخوبی حفاظت نہیں کر پاتا تھا لیکن اس کے باوجود اور زیادہ امانتوں کا خواہش مند رہتا۔

پھر ایسی قوم سے گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، پھر اس کے بعد ویسے ہی ہو جاتے کہ ان میں کسی طرح کا نقص نہیں ہوتا، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کی امت کے وہ مقرر ہیں جن کی تقریروں سے فتنے برپا ہوتے اور یہ خود بے عمل بھی تھے۔

پھر ایک چھوٹے سوراخ کے پاس سے گزر ہوا جس سے عظیم الجثہ بیل نمودار ہوا، لیکن جب اس نے اس میں دوبارہ داخل ہونے کی کوشش کی تو داخل نہ ہو سکا، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ شخص بڑے بول بولتا پھر شرمندہ ہوتا لیکن ان کو لوٹا نہیں سکتا تھا۔

پھر ایک وادی کے پاس سے گزر ہوا جس سے ٹھنڈی پاکیزہ ہوا آرہی تھی، اور مُشک کی خوشبو، اور ایک آواز بھی سنائی دی، فرمایا: اے جبرئیل! یہ ٹھنڈی ہوا اور مُشک کی خوشبو کیسی ہے؟ اور یہ آواز کس کی

ہے؟ عرض کیا: یہ جنت کی آواز ہے، اپنے رب کے حضور عرض کررہی ہے: اے میرے رب! مجھے وہ چیز عطا فرما جس کا تونے مجھ سے وعدہ فرمایا، میرے اندر بہت محل اور آراستہ کمرے ہیں، ریشم و سُندس کے عمدہ اور تعجب خیز لباس ہیں، موتی و مونگا اور سونا چاندی کی بہتات ہے، میرے اندر کوزے، پیالے، لوٹے کثرت سے ہیں، اور میرے اندر میوے کھجوریں، انار، دودھ اور شراب کی نہریں تو نے نہایت کثرت سے پیدا فرمائی ہیں، لہٰذا مجھے وہ عطا فرما جس کا تونے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے لیے مسلمان مرد و عورت اور مومن مرد و عورت ہیں اور ہر وہ شخص جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا، نیک عمل کیے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا، اور میرے مقابل کوئی ہمسر نہ ٹھہرایا، جو مجھ سے ڈراوہ امن والا ہے، اور وہ جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کرتا ہوں، اور جو مجھے راضی کرنے کے لیے کچھ خرچ کرے میں اس کا بدلا عنایت کرتا ہوں، بیشک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں وعدہ خلافی نہیں کرتا، بیشک مومن بندے کامیاب ہوئے اور برکت والی ہے خدا کی ذات جو بہترین خالق ہے، جنت نے یہ مثردہ سن کر عرض کیا: میں راضی ہوں۔

پھر ایک ایسی وادی سے گزر ہوا جس سے نہایت ڈراؤنی آواز آئی اور نہایت بدبو دار ہوا۔ فرمایا: اے جبرئیل! یہ بدبو کیسی اور یہ آواز

کس کی ہے؟ عرض کیا یہ دوزخ کی آواز ہے۔ بارگاہ خداوند قدوس میں عرض کر رہی ہے: اے میرے رب مجھے وہ چیز عطا فرمایا جن کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا، میرے اندر زنجیریں اور طوق بہت ہیں، میری بھڑک ولپٹ زیادہ ہے اور میرے اندر ذلت آمیز کھانے اور بدبو دار چیزیں کثیر ہیں، اور میرا عذاب و سزا کثرت سے ہیں، میری گہرائی بہت ہے اور گرمی سخت ہے، مجھے وہ عطا فرماا جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے لیے ہر مشرک مرد و عورت ہے، اور ہر کافر مرد و عورت اور ہر بدکار مرد و عورت، اور ہر وہ مغرور و متکبر شخص جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا، دوزخ نے کہا: میں راضی ہوں۔

راوی فرماتے ہیں:

پھر حضور کا سفر جاری رہا یہاں تک کہ بیت المقدس آپ کی سواری پہنچ گئی، آپ نے اتر کر براق کو ایک چٹان سے باندھا اور اندر داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی، جب نماز ہو چکی تو فرشتوں نے عرض کیا: اے جبرئیل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: محمد ﷺ بولے: کیا ان کی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں، سب نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی اور اپنے خلیفۂ مطلق کو سلامت رکھے، یہ بہترین بھائی اور بہترین خلیفہ ہیں، ہم سب ان کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں:

پھر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، ان سب حضرات نے اپنے رب کی مختلف انعامات پر حمد وثنا بیان کی، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں حمد بیان کی، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور ملک عظیم عطا فرمایا، میرے لیے ایسی امت بنائی جو میری تابعدار اور اللہ کی فرمانبردار رہی، مجھے اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچایا اور مجھ پر اس کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد وثنا بیان فرمائی اور کہا: تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے شرف ہم کلامی سے مشرف فرمایا، اور آل فرعون کو بحر قلزم میں میرے ذریعہ غرق کیا، اور بنی اسرائیل کو نجات بخشی، میری امت سے ایک ایسی قوم بھی پیدا فرمائی جو سیدھا راستہ دکھاتی اور حق پر ثابت قدم رہتی۔

پھر حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے عظیم ملک عطا فرمایا، اور زبور شریف کا علم بخشا، لوہے کو میرے ہاتھ میں نرم کیا، پہاڑوں اور پرندوں کو میرا مطیع بنایا کہ میرے ساتھ صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کرتے، مجھے نبوت عطا فرمائی اور فصاحت کلام سے معزز کیا یعنی حق وباطل میں فیصلہ کرنے والا کلام عطا فرمایا:

پھر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا اس طرح بیان فرمائی، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہواؤں کو میرے تابع کیا، شیاطین میرے تابع فرماں رہتے، میں جو چاہتا وہ میرے لیے بناتے پختہ عمارتیں، مجسمے، بڑے بڑے لگن جیسے حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولہوں پر جمی رہتیں، اور تابع کیا شیاطین، انسانوں اور پرندوں کے لشکر کو، بہت سے مومن بندوں پر فضیلت بخشی، مجھے ایسی سلطنت بخشی جو میرے بعد کسی کو عطا نہ ہوئی، اور میری بادشاہت میرے حق میں ایسی مبارک فرمائی کہ مجھ سے اس کا حساب نہ ہو گا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کی اور اس طرح فرمایا: تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے مجھے اپنا مبارک کلمہ فرمایا، اور مجھے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل پیدا فرمایا کہ ان کی تخلیق بغیر ماں باپ صرف مٹی سے ہوئی اور مجھے بغیر باپ کے پیدا فرمایا، مجھے اپنی کتاب تورات و انجیل کا علم بخشا اور نبوت سے سرفراز فرمایا، ساتھ ہی مجھے یہ معجزہ بھی عطا کیا کہ میں مٹی سے پرند کی صورت بناتا اور اس میں پھونک مارتا تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن کر اڑ جاتا، اور میں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو درست کر دیتا اور مُردوں کو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے زندہ فرماتا ہوں مجھے بلند کیا اور پاک کیا، مجھے اور میری والدہ ماجدہ کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا، لہٰذا شیطان کا قابو ہم پر نہ چلا۔

پھر حضور سید عالم ﷺ نے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان فرمائی، تم سب نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، تمام مخلوق کے لیے بشیر نذیر بنایا، مجھ پر قرآن کریم نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے، میری امت کو ''خیر امت'' فرمایا اور تمام امتوں میں افضل قرار دیا، میری امت کو دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا لیکن بروز قیامت پہلے حساب ہو کر داخل جنت ہوں گے، میرے لیے میرا سینہ کشادہ فرمایا، مجھ سے میرا بوجھ اتار دیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا، مجھ کو تمام انبیاء کا خاتم اور سردار فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیشک ان تمام چیزوں میں حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو تم سب پر فضیلت حاصل ہے۔
پھر حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں تین برتن پیش ہوئے جن کے منہ بند تھے، ان سے ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا، عرض کیا: نوش فرمائیں، آپ نے اس سے کچھ پیا، پھر دوسرا برتن ہوا اس میں دودھ تھا، کہا گیا، نوش فرمائیں، آپ نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر تیسرا برتن پیش ہوا جس میں شراب تھی، عرض کیا گیا: نوش فرمائیں، فرمایا: اب مجھے خواہش نہیں میں سیراب ہو گیا ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! واضح رہے کہ یہ شراب عنقریب

آپ کی امت پر حرام ہونے والی ہے، اگر آپ اس سے آج کچھ پی لیتے تو آپ کی امت کے کچھ لوگ ہی اس سے بچتے۔

پھر آسمان دنیا کی طرف عروج فرمایا۔ حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلوایا، تو جواب آیا، آپ کون؟ آپ نے فرمایا: میں جبرئیل ہوں، آواز آئی، آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: محمد رسول ﷺ فرشتوں نے کہا: کیا ان کو لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ بولے: ہاں، سب ملائکہ نے کہا: اللہ تعالیٰ سلامت رکھے ہمارے بھائی اور اپنے نائب مطلق کو، یہ بہترین بھائی اور بہترین خلیفہ ہیں، ہم سب ان کی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں، جب آپ دروازہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص ہیں جو اپنے قدو قامت میں کامل واکمل ہیں، کسی عضو میں کسی طرح کی کوئی خامی نہیں جیسا کہ عموماً ہوتا ہے، ان کے دہنی طرف ایک دروازہ ہے جس سے پاکیزہ ہوا آرہی ہے، اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے جس سے بدبودار ہوا آتی ہے۔ دہنی طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، لیکن بائیں طرف نظر کر کے روتے اور غمزدہ ہوتے ہیں، حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے پوچھا، اے جبرئیل! یہ بزرگ انسان قدو قامت میں صحیح جس میں کسی طرح کا کوئی نقص نہیں یہ کون ہیں؟ اور دونوں دروازے کیسے ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کے والد محترم حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور یہ دہنی طرف دروازہ جنت کا

دروازہ ہے، جب اپنی اولاد کو اس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف دروازہ دوزخ کا ہے، جب اپنی اولاد کو اس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور کے ساتھ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا یہاں بھی وہی سوال ہوا، آپ کون؟ فرمایا: میں جبرئیل، آواز آئی، آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، ندا ہوئی، کیا ان کی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا، بولے ہاں، تمام فرشتوں نے وہی کلمات کہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کو سلامت رکھے اور اپنے نائب مطلق کو، یہ بہترین بھائی اور خلیفہ ہیں، ہم سب ان کی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں، وہاں دو جوانوں سے ملاقات ہوئی، فرمایا: اے جبرئیل! یہ دونوں کون ہیں؟ عرض کیا: یہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، یعنی دونوں خالہ زاد بھائی۔

پھر تیسرے آسمان پر لیکر پہونچے اور دروازہ کھولنے کے لیے دستک دی تو جواب آیا، آپ کون؟ آپ نے کہا میں جبرئیل، بولے: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ فرمایا: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بولے: کیا آپ کو ان کے پاس بھیجا گیا تھا، فرمایا: ہاں انہوں نے بھی حسب سابق دعائیں اور مبارک بادیاں پیش کیں، آپ جب وہاں تشریف لے

گئے تو ایک ایسے صاحب سے ملاقات ہوئی جو حسن صورت میں تمام لوگوں پر فائق تھے اور حسن میں تمام مخلوق پر ان کی فضیلت ایسی تھی جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر، آپ نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کے بھائی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

پھر چوتھے آسمان پر بھی وہی تفصیل رہی اور یہاں حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، حضرت جبرئیل نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ان کو مقام رفیع عطا فرمایا:

پھر پانچویں آسمان پر وہی معاملہ درپیش رہا، یہاں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، آپ بنو اسرائیل کو جمع کر کے واقعات سنا رہے تھے۔

پھر چھٹے آسمان پر اسی تفصیل کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، آپ جب آگے گزر گئے تو حضرت موسیٰ نے گریہ فرمایا، حضور نے وجہ دریافت کی تو حضرت جبرئیل بولے: بنو اسرائیل یہ سمجھتے تھے کہ میں اولاد آدم میں اللہ کے یہاں سب سے مکرم و معزز ہوں اور یہ شخص تو مجھ سے بھی دنیا و آخرت میں سبقت لے گیا، اگر یہ فضیلت ان کی ذات ہی کو ہے تو کوئی پرواہ نہیں، لیکن ہر نبی کے ساتھ اس کی امت بھی ہو گی۔

پھر ساتویں آسمان پر عروج فرمایا، وہاں ایک ایسے صاحب سے ملاقات ہوئی جن کی داڑھی کھچڑی تھی، جنت کے دروازہ پر کرسی پر تشریف فرما تھے، ان کے پاس نہایت روشن چہرے والے لوگ بھی جن کی سفیدی کاغذ کے مثل تھی، اور ایک گروہ ایسا بھی تھا جن کے رنگوں میں کچھ بھدا پن تھا، یہ لوگ اپنے مقام سے اٹھ کر ایک نہر میں غسل کے لیے داخل ہوئے، جب وہاں سے نکلے تو ان کا رنگ کچھ کھل گیا تھا، پھر دوسری نہر میں داخل ہوگئے، اس مرتبہ نکلے تو رنگ خوب صاف ہوگیا تھا، لیکن پھر تیسری نہر میں نہائے تو ان کے چہروں کی روشنی ان کے ساتھیوں کی طرح ہوگئی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر بیٹھ گئے، حضور نے فرمایا: اے جبرئیل یہ کھچڑی داڑھی والے کون ہیں؟ اور یہ روشن چہروں والے؟ اور پھر ان کے ساتھ غسل کر کے بیٹھنے والے کون ہیں؟ اور یہ نہریں کونسی ہیں؟ عرض کیا: یہ بزرگ تو آپ کے والد مکرم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، دنیا میں سب سے پہلے آپ کی ہی داڑھی کھچڑی ہوئی، اور یہ روشن چہروں والے وہ صاحب ایمان ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں کبھی ظلم نہیں کیا، اور باقی دوسرے لوگ گنہگار ہیں لیکن توبہ کر کے مرے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، اور یہ نہریں اس طرح ہیں کہ پہلے رحمت کی نہر ہے، دوسری نعمت کی اور تیسری شراب طہور کی۔

پھر حضور صاحب معراج ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف فرما ہوئے، عرض کیا گیا: یہ بیری کا درخت ہے، یہاں ہر ایک کی انتہاء ہے آپ کی امت اور آپ کے سوا، یہ ایسا درخت ہے کہ اس کی جڑ میں نہریں رواں ہیں جن کا پانی کبھی بودار نہیں ہوتا، اور دودھ کی نہریں جن کا مزہ کبھی نہیں بدلتا، اور شراب کی نہریں جس کے پینے سے لذت حاصل ہوتی ہے، اور صاف شہد کی نہریں، یہ ایسا درخت ہے کہ ستر سال تک اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں چلے تو اس کو طے نہ کر پائے، اس کا ایک ایک پتہ ایک قوم کو ڈھانک لے اتنا کشادہ ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے نور نے اس سدرہ کو ڈھانپ لیا، اور ملائکہ اس پر چھائے تھے، اور کیفیت وہ تھی کہ جو کوؤں کے کسی درخت پر اترنے کے وقت ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید عالم ﷺ سے کلام فرمایا: ارشاد فرمایا: اے محبوب مانگو، آپ نے عرض کیا: اے اللہ! تو نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور ملک عظیم سے نوازا، حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا، حضرت داؤد کو ملک عظیم بخشا، لوہے کو ان کے ہاتھوں میں نرم کیا، پہاڑوں کو ان کے تابع کیا، حضرت سلیمان کو ملک عظیم عنایت کیا، جن وانس اور شیاطین کو ان کے تابع فرمان کیا، ہوا ان کے تابع رہتی، اور ایسا ملک بخشا کہ ان کے بعد کسی کو نہ ملا، حضرت عیسیٰ کو تورات وانجیل کا علم عطا کیا اندھے اور سفید داغ والے

ان سے شفا پاتے، مردے تیرے حکم سے ان کے ذریعہ زندہ ہوتے، ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا: اے محبوب! میں نے تمہیں حبیب و خلیل کیا، اور تورات میں حبیب اللہ لقب نازل فرمایا تمام لوگوں کی طرف تم کو بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا، تمہارے لیے سینہ کشادہ کیا تمہارا بوجھ ہلکا کیا، تمہارا ذکر بلند کیا، لہٰذا ہمیشہ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر ہو گا، تمہاری امت کو افضل امت بنایا، تمہاری امت سب میں اول بھی ہے اور سب میں آخر بھی، اور میں نے آپ کی امت کے لیے لازم کیا کہ وہ اپنے خطبوں میں اس بات کی گواہی دیں کہ آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کی امت میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا فرمائے جن کے قلوب نہایت رقیق ہوں گے، میں نے آپ کو نبیوں میں سب سے پہلے پیدا کیا اور آخر میں مبعوث فرمایا، اور سب سے پہلے آپ جنت میں داخل ہوں گے، اور میں نے آپ کو سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ جیسی عظیم سورۃ عطا کی جو بار بار تلاوت کی جاتی ہے، اس سے پہلے ایسی عظیم سورۃ کسی نبی کو عطا نہ ہوئی، میں نے تمہیں حوض کوثر عطا کیا اور مزید آٹھ چیزیں عطا کیں، اسلام، ہجرت، جہاد، زکوۃ، نماز، رمضان کے روزے، بھلی بات کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور میں نے تم کو فاتح باب نبوت اور خاتم الانبیاء بنایا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے میرے رب نے چھ چیزوں سے فضیلت دی۔ مجھے ایسا کلام بخشا جس کے عبارت کم ہوتی ہے اور معانی کثیر، اور ایسا کلام جو فصاحت وبلاغت میں نہایت کو پہنچا ہوا ہے، رموز واسرار اور علم وحکمت کو کھولنے والا، مقاصد ومطالب کو بخوبی بیان کرنے والا۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا، دشمن کے دل میں میرا رعب ایک ماہ کی مسافت سے ہی ڈال دیا جاتا، میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا جو مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہ ہوا، تمام روئے زمین میرے لیے پاکی کا ذریعہ اور نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی۔

حضور فرماتے ہیں: پھر مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض فرمائیں، جب حضور کا گزر واپسی میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے ہوا تو آپ نے عرض کیا: آپ پر کیا لازم کیا گیا: فرمایا: پچاس نمازیں، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گزارش کی، آپ اپنے رب کے حضور جایئے اور اس میں کچھ تخفیف کرائیے کہ آپ کی امت تمام امتوں میں ناتواں امت ہے، میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سلسلہ میں آزمالیا ہے، حضور یہ سن کر اپنے رب کے حضور آئے اور تخفیف کے طالب ہوئے، لہٰذا دس نمازیں معاف کر دی گئیں، پھر جب حضرت موسیٰ کے پاس آئے تو آپ نے پھر وہی بات کہی، حضور پھر

واپس ہوئے اور اس مرتبہ بھی دس نمازیں معاف ہوئیں، پھر جب واپسی میں ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: اب کتنی نمازیں باقی ہیں؟ فرمایا: تیس نمازیں، آپ نے پھر وہ عرض کیا، حضور پھر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے اور تخفیف کے طالب ہوئے، اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور معاف فرمادیں پھر ملاقات پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید تخفیف کا مشورہ دیا، آپ نے بارگاہ خداوند قدوس میں حاضر ہوکر تخفیف چاہی اور دس نمازیں پھر معاف کردی گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشورہ اب بھی یہ ہی ہوا، کہ مزید تخفیف کرائیے آپ کی امت اس بوجھ کو اٹھا نہیں سکے گی۔ آپ اس مرتبہ نہایت ندامت وشرمندگی کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے اور تخفیف کے طالب ہوئے، اس مرتبہ پانچ نمازیں معاف ہوئیں، لیکن حضرت موسیٰ کا مشورہ یہ تھا کہ آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیے اور تخفیف کرائیے، حضور سید علم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مرتبہ نہایت شرمندگی کے عالم میں حاضر ہوا تھا اب میں مزید تخفیف کے لیے جانے سے قاصر ہوں، ندا ہوئی، آپ نے ان پانچ نمازوں کے ذریعہ آزمائش پر صبر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ان پانچ کا بدلہ پچاس کی صورت میں ملے گا، کہ ایک نیکی کا ثواب دس ملتا ہے، حضور رحمت دوعالم ﷺ اس حکم الٰہی اور مژدہ سے پورے طور پر

راضی ہو گئے، جب پہلی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزر ہوا تھا تو آپ نے کچھ شدت محسوس کی تھی لیکن جب واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ کی ملاقات ہی سب سے زیادہ خیر خواہی کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ (ابن جریر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، بزار، ابو یعلی، بیہقی)

(بحوالہ جامع الاحادیث، جلد ۵، ص 81-90، مطبوعہ لاہور، 2003ء)

شب معراج تمام انبیاء علیہم الصلوٰہ والسلام کی امامت فرمانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی صبح میں نے اپنے آپ کو حجر اسود کے پاس پایا اور قریش مکہ مجھ سے سیر معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے، مجھ سے انہوں نے بیت المقدس کی متعدد چیزوں کے بارے میں پوچھا جن کو میں نے ذہن نشین نہ کیا تھا۔ مجھے اس چیز کا نہایت رنج ہوا جو اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا، میں اس کو بالکل عیاں دیکھ رہا تھا، انہوں نے جس چیز کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھا میں نے ان کو پورے طور پر جوابات دیئے۔ میں نے خود کو انبیاء کرام کی ایک جماعت میں پایا تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ قد و قامت میں میانہ تن و

توش کے گٹھے ہوئے جسم والے معلوم ہو رہے تھے جیسے قبیلہ شنوءٔ کے لوگ، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہیں، حضرت عَروہ بن مسعود ثقفی کو میں ان سے بہت زیادہ مشابہ پاتا ہوں، اور حضرت ابرہیم علیہ السلام بھی نماز میں کھڑے ہوئے مصروف ہیں، ان سے زیادہ مشابہت تمہارے صاحب کی ہے، یعنی حضور نے اپنے بارے میں فرمایا:

پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت فرمائی اور تمام انبیاء کرام نے میرے پیچھے نماز پڑھی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ندا آئی اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ مالک داروغہ جہنم ہیں ان کو سلام کیجئے، میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے ہی سلام میں پہل کی۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شب معراج حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام پورے راستہ میرے ساتھ رہے یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے، براق اپنے رکنے کی جگہ ٹھہر گیا، میں نے اس کو وہاں باندھا، یہ ہی انبیاء کرام کے اترنے کی جگہ تھی، تمام انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام میرے پاس جمع ہوگئے، میں نے ان میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیھم الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھا، میں سمجھ رہا تھا کہ ان کا کوئی امام بھی ہوگا اتنے میں حضرت جبرئیل نے مجھے

آگے بڑھایا اور میں نے ان کی امامت فرمائی، پھر میں نے ان سے ان کی بعثت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: ہم سب توحید باری تعالیٰ کی تبلیغ کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ (کنز العمال للمتقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج حضور کی ملاقات ایک جماعت سے ہوئی، ان میں سے کسی نے حضور کو اس طرح سلام کیا، السلام علیک یا اول! السلام علیک یا آخر! السلام علیک یا حاشر! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے سلام کا جواب عنایت فرمائیں، حضور نے جواب عنایت فرمایا۔ پھر دوسری جماعت سے ملاقات ہوئی تو وہاں بھی اسی طرح سلام و جواب کا سلسلہ رہا، اتنے میں سواری بیت المقدس پہنچ گئی، حضور کی خدمت میں پانی، دودھ، اور شراب کے پیالے پیش ہوئے، آپ نے دودھ کا پیالہ اختیار فرمایا، حضرت جبرئیل نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے فطرت سلیمہ کے مطابق کیا، اگر آپ پانی کا پیالہ پسند فرماتے تو آپ کی امت پانی میں غرق ہو جاتی، اور اگر شراب لے لیتے تو آپ کی امت بہک جاتی، پھر حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیائے کرام حضور کے لیے جمع ہوئے اور حضور نے ان سب کو اس رات نماز پڑھائی۔

(التفسیر لابن جریر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شب معراج میرے لیے ایک جانور سواری کے لیے لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، لیکن اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ حد نگاہ پر اس کا قدم پڑتا، میں اس پر سوار ہوا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ رہے، میں چل رہا تھا کہ حضرت جبرئیل نے عرض کیا: یہاں تشریف فرما ہو کر نماز ادا فرمایئے، میں نے نماز پڑھی، جب فارغ ہوا تو کہنے لگے: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ پھر خود ہی کہا: آپ نے سرزمین طیبہ پر نماز پڑھی ہے۔ اور اسی کی طرف آپ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔ پھر ایک دوسرے مقام پر نماز پڑھنے کے لیے کہا، تو میں نے وہاں بھی نماز پڑھی، فراغت کے بعد بولے: کیا آپ اس مقام کو پہچانتے ہیں؟ پھر خود ہی بتایا: یہ مقام طور سیناء ہے جہاں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تھا۔ پھر ایک تیسرے مقام پر نماز کی درخواست کی تو میں اترا اور نماز ادا کی، کہنے لگے: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون سا مقام ہے؟ پھر خود ہی یوں بولے: یہ مقام بیت اللحم ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ ہوئی، پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، وہاں میرے لیے تمام انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین پہلے سے موجود تھے، حضرت جبرئیل نے مجھے آگے بڑھایا اور میں نے سب کی امامت فرمائی۔ (السنن للنسائی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب معراج میرے لیے براق لایا گیا، میں اور حضرت جبرئیل اس پر سوار ہوئے اور وہ ہمیں لے کر روانہ ہوا، جب کسی پہاڑ پر چڑھتا تو اس کے پچھلے پاؤں بڑے ہو جاتے اور جب اترتا تو اگلے پاؤں لمبے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہونچ گئے، میں نے اسی احاطہ میں اپنا براق باندھا جہاں دوسرے انبیاء کرام اپنی سواری باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا، میرے لیے تمام انبیاء کرام جمع کیے گئے جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے یا نہیں، پھر میں نے اس سب کو نماز پڑھائی۔ (کنز العمال للمتقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بہت لوگ جمع ہو گئے، مؤذن نے اذان کہی اور نماز برپا ہوئی، ہم سب صف باندھے منتظر تھے کہ کون امام ہوتا ہے، جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا، میں نے نماز پڑھائی، سلام پھیرا تو حضرت جبرئیل نے عرض کی: حضور نے جانا کہ یہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی؟ فرمایا: نہ، عرض کی: ہر نبی جو خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا۔ (التفسیر لابن ابی حاتم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شب معراج حضور نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی اور جب آپ جنت

میں داخل ہوئے تو ایک طرف کسی کی آہٹ سنائی دی، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون؟ عرض کیا: یہ آپ کے مؤذن حضرت بلال ہیں، حضرت جب واپس تشریف لائے تو لوگوں کو بتایا کہ بلال کامیاب ہوئے، میں نے ان کے بارے میں ایسا ایسا دیکھا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی تو آپنے حضور کو مرحبا بالنبی الامی، کہہ کر خوش آمدید کہا، ان کا حلیہ شریف ایسا تھا کہ ایک لمبے قد والے اور بال سیدھے کانوں تک یا ان سے اوپر تک، حضور نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر تھوڑی دیر بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے خوش آمدید کہا، حضور نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر آگے چل کر ایک جلیل القدر شیخ جن کے چہرہ اقدس سے رعب و دبدبہ ظاہر تھا ملاقات ہوئی، انہوں نے بھی مرحبا کہا اور سلام کیا۔ بلکہ جہاں سے بھی حضور گزرے سب نے سلام پیش کیا، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کے والد محترم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، پھر حضور نے جہنم کی طرف دیکھا تو اس میں ایک گروہ نظر آیا جو مردار کھا رہا تھا، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کر کے ان کا گوشت کھاتے تھے، ایک شخص ایسا بھی نظر آیا جو

سرخ رنگ اور زرد آنکھوں والا تھا جس کا جسم گٹھا ہوا اور بال بکھرے ہوئے تھے، فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی معجزہ نما اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں، اس کے بعد جب حضور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو نماز شروع کی، پھر ادھر ادھر دیکھا تو یہ منظر تھا کہ سب انبیائے کرام حضور کیساتھ نماز میں مشغول تھے۔ (المسند لاحمد بن حنبل)

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک جماعت انبیاء جس میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے میرے لیے اٹھائی گئی، میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، کو نماز پڑھائی، اس کے بعد حضور کی خدمت میں دودھ کا پیالہ لایا گیا، الی آخرہ۔ (المسند لابن اسحاق)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج حضرت جبرئیل نے اذان کہی اور آسمان سے فرشتے اترے، اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے مرسلین جمع فرما کر بھیجے، حضور نے ملائکہ و مرسلین کی امامت فرمائی۔

شب معراج میں ملائکہ کی امامت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب معراج جب میں آسمانوں پر تشریف لے گیا تو جبرائیل نے اذان دی، ملائکہ سمجھے ہمیں جبرئیل نماز پڑھائیں گے، جبرائیل نے مجھے آگے کیا، میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔ (تجلی الیقین، ص ۱۴۷)، (الدر المنثور للسیوطی)

(بحوالہ جامعہ الاحادیث، از: امام احمد رضا، جلد 5، ص 107-144، مطبوعہ لاہور 2003ء)

معراج میں دیدار خداوند قدوس

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا۔ (المسند لاحمد بن حنبل)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: یہ حدیث بسند صحیح ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرف کلام سے مشرف فرمایا اور مجھے اپنے وجہ کریم کے

دیدار پرانوار سے نوازا۔ اور مجھے مقام محمود اور حوض کوثر کے ذریعہ فضیلت عطا فرمائی۔ (کنزالعمال)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا۔ اور تمہیں اے محمد! مواجہ بخشا کہ بے پردۂ و حجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

(منبہ المنیہ، ص ۲، بحوالہ تاریخ دمشق لابن عساکر)

حضرت اسماء بنت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کی صورت و سیرت اور اوصاف بیان کرتے ہوئے سنا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے وہاں کیا دیکھا؟ فرمایا: میں نے وہاں اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا۔ (التفسیر لابن مردویہ)

حضرت امام عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات عرفات میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ہوئی، آپ نے ان سے کوئی بات دریافت کی، اس پر حضرت کعب نے ایسی بلند آواز سے نعرہ لگایا کہ پہاڑ گونج اٹھے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں حضرت کعب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور کلام حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت

موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے درمیان تقسیم فرمایا حضرت موسیٰ نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی حاصل کیا اور حضور دو مرتبہ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ (جامع الترمذی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا، حضرت عکرمہ آپ کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں "لاتدرکه الابصار وهو یدرك الابصار" کہ آنکھیں اسکا ادراک نہیں کر سکتیں، آپ نے فرمایا: افسوس تم سمجھے نہیں، یہ اس وقت ہے جب کہ اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اسکا نور ہے۔ حضور نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔ (جامع الترمذی)

حضرت عبد اللہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا، کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ (المسند لابن اسحاق)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، فرمایا: ہاں، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے لیے کلام رکھا، اور حضرت

ابراہیم کے لیے دوستی، اور محمد ﷺ کے لیے دیدار، اور بیشک محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔(المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا حضرت ابراہیم کے لیے دوستی، حضرت موسیٰ کے لیے کلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ اچنبھا ہے۔(المستدرک للحاکم)

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

مذہب اصح وارجح یہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب اسریٰ اپنے رب کو بچشم سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں ، پھر علامہ محمد بن عبد الباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

جمہور علماء کے نزدیک راجح یہ ہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب معراج اپنے رب کو انہیں آنکھوں سے دیکھا۔

(بحوالہ جامعہ الاحادیث، از: امام احمد رضا، جلد 5، ص 90-96، مطبوعہ لاہور، 2003ء)

جامع ترمذی وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

”میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

اہلِ مکہ کے سامنے سفر معراج کا بیان

میں نے صبح کو اہلِ مکہ کے سامنے یہ عجائب و غرائب بیان فرمائے کہ میں رات بیت المقدس گیا، وہاں سے آسمانوں کی طرف سیر کی، اور وہاں ایسا ایسا دیکھا، ابو جہل بن ہشام نے لوگوں سے کہا: لوگو! محمد (ﷺ) سے یہ تعجب خیز باتیں سنو، کہہ رہے ہیں کہ میں رات میں بیت المقدس گیا اور اب صبح کو یہ ہم میں موجود ہیں۔ حالانکہ بیت المقدس آنے جانے میں دو ماہ لگ جاتے ہیں، اور یہ صرف ایک رات میں ہو آئے۔

اس پر میں نے قریش کے ایک قافلہ کی بھی نشاندہی کی، کہ میں جب جا رہا تھا تو وہ فلاں فلاں مقام پر نظر آیا، اور جب میں لوٹا تو میں نے ان کو عقبہ کے پاس دیکھا ہے۔ ہر شخص، اسکا اونٹ اور اس کے ساز و سامان کا بھی میں نے پتہ دیا اس پر ابو جہل بولا: دیکھو یہ کچھ چیزوں کی خبر بھی دے رہے ہیں۔

مشرکین میں سے ایک شخص بولا: میں بیت المقدس دوسروں کی نسبت خوب جانتا ہوں، اس کی عمارت، شکل و صورت اور پہاڑ کے قریب جائے وقوع سے بھی خوب واقف ہوں۔ اگر وہ سچ فرماتے ہیں تو میں ابھی آپ لوگوں کو بتاتا ہوں۔ اور غلط کہتے ہیں تو بھی میں تم کو بتاؤں گا۔ وہ مشرک آیا اور بولا: اے محمد (ﷺ) میں لوگوں میں بیت

المقدس سے بخوبی واقف ہوں، بتائیے کہ اس کی عمارت، شکل وصورت میں اور اسکا جائے وقوع کیسا ہے؟
حضور فرماتے ہیں: کہ پھر بیت المقدس میرے سامنے اس طرح کر دیا گیا جیسے مالک مکان کے سامنے اسکا مکان ہو، آپ نے پوری تفصیل واضح طور پر بیان فرمادی، یہ سن کر وہ مشرک بولا: آپ نے سچ کہا: پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچ کہہ رہے ہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد2، ص390)

(بحوالہ جامع الاحادیث، از: امام احمد رضا، ص106، مطبوعہ لاہور، 2003ء)

باب چہارم:

سبحٰن الذی اسریٰ کی تفسیر

از: امام احمد رضا خاں

حضرت عزت جل وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اس کی ابتدا کہیں ھو الذی سے ہوئی ہے جیسے: **ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم۔ ھوالذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق۔** کہیں:

تبارك الذی سے **تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعٰلمین نذیرا۔** کہیں:

حمد سے جیسے **الحمد لله الذی نزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجا** یہاں تسبیح سے ابتدا فرمائی ہے کہ:

سبحٰن الذی اسری بعبده لیلامن المسجد الحرام

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے۔ سبحٰن اللہ الذی کیسی عمدہ چیز ہے سبحٰن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لیجانا کرۂ زمہریر طے فرمانا کرۂ نار طے فرمانا کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا

تمام ملک وملکوت کی سیر فرمانا یہ تو انتہائی عجب کی آیات بینات ہیں کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لیے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے اس لیے سبحٰن الذی ارشاد ہوا۔

کفار نے آسمان کہاں دیکھے ان پر تشریف لے جانے کا ان کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کرسکتے بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال ان کے دو پھیرے ہوتے رحلة الشتاء والصیف اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کرسکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہوسکتی تھی چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس ﷺ نے بیت المقدس تشریف لیجانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا تو ابوجہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی و لھذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں کہا اور آج شب میں واپس آئے فرمایا ہاں کہا اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا فرمایا ہاں اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا حضور اقدس ﷺ نے

اعادہ فرمادیا، کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائینگے صدیق سے عرض کی آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں صدیق نے فرمایا اگر انھوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر ان کے پاس آتی ہے۔

پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائینگے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے کافروں نے کہا واللہ نشان تو پورے صحیح ہیں پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہا ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئیگا۔ حضور ے ارشاد فرمایا فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا یہ مدت جو ارشاد ہوئی۔ منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لیے بھی کسی طرح کافی نہ تھی جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ

گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہدیں کہ دیکھو معاذاللہ وہ خبر غلط ہوئی کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے ان میں سے ایک نے کہا وہ آفتاب چمکا کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا، یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سر مو فرق آنا محال ہے۔

قادیانی سے زیادہ تو ان کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعوی نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھنکے اوڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اس کے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ اور بکمال شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیا کی پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی پنجاب کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہوسکتے ہیں تو انبیا کی تصدیق شرط ایمان کیوں ہوئی ان کی تکذیب کفر کیوں ہوئی "ولکن لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یکذبون المرسلین ان عظیم وقائع" نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور

الا فتنة للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے رؤیا بمعنی رویت آتا ہے اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا **سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ واللہ تعالیٰ اعلم۔**

رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمال لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں لہٰذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محب و محبوب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنت الٰہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دیجاتی ہے ان پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کیے جاتے ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ شق رہی کہ ان پر عذاب عام اترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لیے رحمت جنھیں اُن کا رب فرماتا ہے "**وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم**" اے رحمت عالم جب تک تم اُن میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں لہٰذا شب ہی مناسب ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، مطبوعہ کراچی)

منظوم تبصرہ بحوالہ معراج النبی ﷺ

بعنوان: قصیدہ معراجیہ در تہنیت شادی اسریٰ

منظوم تبصرہ نگار: حسان الہند امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی

(۱)
وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

رسالت و نبوت کے ملک کے سربراہ و بادشاہ (نبی اکرم ﷺ) شب معراج جب عرش معلیٰ پہ جلوہ گر ہوئے تو عرب کے اس مہمان ذیشان کی خوشی کے لیے فرحت کے تمام اسباب کو جمع کر دیا گیا جن کے نرالے پن اور عمدگی کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(۲)
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

تمام فرشتے اور تمام افلاک اپنی اپنی سر اور لہجے میں بلبلوں کے انداز میں نغمہ سرا تھے اور ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ آج کیسی بہار ہے؟ آج کی رات کتنی خوشیوں والی رات ہے؟ آج باغوں میں کتنی رونق ہے؟ آج جنت کو کیسے عجیب انداز سے سجایا گیا ہے؟ آج دوزخ کو

کیسے بجھا دیا گیا ہے؟ یہ خوشیاں مبارک ہوں اور یہ باغوں کی آبادیاں اور بہاریں مبارک ہو۔

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دُھومیں
(۳)
ادھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

اُدھر آسمان پہ اور ادھر زمین پر خوشیوں کا سماں تھا اور دھوم مچی ہوئی تھی، آسمانوں سے نور والے آقا کی معراج کی خوشی میں نور کی بارش ہو رہی تھی (جیسے دولہا کی آمد پہ پھول برسائے جاتے ہیں) اور ادھر زمین سے خوشبوئیں مہک رہی تھیں اور خوب چہل پہل تھی جس طرح شادی والے گھر میں ہوتی ہے کیونکہ حضور زمین والوں ہی کی بگڑی کو بنوانے کے لیے ”آسمان والے“ کے پاس جا رہے ہیں۔

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
(۴)
وہ رات کیا جگ مگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

ہمارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور سے روشنیاں پھوٹ پھوٹ کر عرش معلّٰی تک جاری ہی تھیں جس طرح چودھویں رات کے چاند کی وجہ سے رات جگمگا جاتی ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے رُخ والضحیٰ کی شعاؤں سے سارا ماحول روشن تھا گویا قدم قدم پہ آئینے لگا دیے گئے تھے تاکہ روشنی میں کئی گنا اضافہ ہو جائے۔

نئ دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
(۵)
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

معراج چونکہ مکہ مکرمہ سے ہوئی (من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ) اس لیے اس رات کعبہ دیکھنے والا تھا ایسے لگتا جیسے دُلہن نے خوب بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے یعنی۔ نکھر کے سنورا، سنور کے نکھرا۔

وہ الفاظ نہیں مل رہے کہ جن سے ترجمہ کیا جائے یعنی روشن ہو کر خوب آراستہ ہوا، حسن و جمال کی انتہا ہو گئی کہ حجر اسود جو کعبہ شریف کی کمر میں تل کی طرح ہے اس میں بھی لاکھوں خوبصورتیوں کے رنگ بھرے ہوئے تھے۔ جس سے کعبہ میں اور بھی نکھار و جمال پیدا ہو گیا۔

نظر میں دُولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
(٦)
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذاتِ بحت کے تھے

شب اسریٰ کے دولہا (حضور علیہ الصلوٰۃ السلام) کے چہرۂ والضحیٰ پہ کچھ اس طرح کے جلوے برس رہے تھے کہ محراب نے بھی حیا کی وجہ سے اپنا سر جھکا دیا جو آج تک جھکا ہوا ہے اور اس کے سیاہ پردے کے منہ پر اللہ تعالیٰ کے خالص جلووں میں سے ایک جلوے کا نورانی آنچل (پلو) ڈال دیا گیا۔ اس طرح سفر معراج کے آغاز سے پہلے ہی یہ اہتمام کرنے سے مقصود کیا تھا؟ یہی تھا کہ:

(۷)
خوشی کے بادل اُمڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

رحمت ونور کے سارے بادل خوش ہو کر جمع ہوگئے اور نور ورحمت برسانے لگے اور دلوں کے رنگین پرندے اپنا رنگ دکھا کر جھومنے لگے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر طرف سے نعتیں پڑھی جارہی تھیں اور کعبہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی شان سن کر اور دیکھ کر وجد کررہا تھا۔ جیسے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کعبہ معظّمہ تین دن اور تین راتیں وجد کرتا رہا۔

تزلزلت الکعبة لیلة ولادته صلی اللہ علیه وسلم ولم تسکن ثلاثة ایام ولیالیهن۔ (سیرت حلبیہ)

(۸)
یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

میزاب رحمت کے ماتھے کا نورانی جھومر (زیور) ایسا جھوما کہ ڈھلک کر کان کے قریب آگیا، رحمت ونور کی ہلکی ہلکی بارش ہورہی تھی جس کے قطرے موتیوں کی طرح حطیم کعبہ میں جھڑتے رہے جس سے اس کی گود (کی طرح بنی ہوئی دیوار کی اندر والی جگہ) بھر گئی۔

(۹)
دُلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسارہے تھے

دُلہن (کعبہ معظّمہ) کے خوشبو دار غلاف (مست کپڑوں) سے بادِ نسیم (صبح کی ہوا، باد صبا) بڑی چالاکی کے ساتھ کھیل کود کر کے (خوشبو چُرا رہی تھی) خوشبو میں بسا ہوا غلاف کعبہ وجد میں آکر جھوم رہا تھا اور ہرن اپنی تھیلیاں کستوری سے بھر بھر کر لے جا رہے تھے۔

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں
کہہ رہی ہے مسلمان سے معراج کی رات

(علامہ اقبال)

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے (۱۰)

سبحان اللہ! پہاڑوں کی سن لیجئے! ان کی خوبصورتی اور بلند چوٹیوں کا رعب و دبدبہ، واہ واہ کیا کہنے! بادِ صبا نے ان کے سبزے میں ایسی لہریں پیدا کیں کہ منظر ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے انہوں نے زردی مائل سبز رنگ (دھانی) کے دوپٹے اوڑھ رکھے ہیں۔ یہ سارے انتظام معراج کے لیے ہو رہے ہیں۔

طور ہے کعبہ ہے یا عرش معلیٰ کیا ہے
راز کھلتا نہیں یہ گنبد خضریٰ کیا ہے

شب معراج میں جبریل بھی حیراں تھے ضیا
کون ہے قصر دنا پس پردہ کیا ہے

(ضیا نیر)

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا!
(۱۱) کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

اور نہروں کا حال کیا پوچھتے ہو! انہوں نے بھی خوب نہاد ھو کر جاری پانی کا چمکتا ہوا لباس پہن رکھا تھا اس کی موجیں گھو گھرو گوٹہ اور ان کی دھاریں باریک گوٹہ تھا اور ان کے اوپر پانی کے خوبصورت رنگارنگ بلبلے، چمکدار اور رنگین پھولوں کی طرح جگہ جگہ ٹکے ہوئے تھے، جن سے نہروں کے حسن و جمال کو چار چاند لگ گئے۔

پُرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
(۱۲) ہجوم تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

(جیسے کسی بڑے مہمان کی آمد پر پرانے غالیچے اور قالین اُٹھا لیے جاتے ہیں اور نئے بچھا دیے جاتے ہیں۔ معراج کی رات کچھ اسی طرح کا انتظام کیا گیا کہ) پرانا، داغوں والا اور میلا کچیلا فرش اٹھا دیا گیا (یعنی ستائیسویں شب کو معراج ہوئی جب چاند نہیں نظر آ رہا تھا کیونکہ اس کی روشنی پرانی ہو گئی تھی اس کی جگہ) نوری مخلوق (فرشتے، حوریں،

رضوان جنت) نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں۔ گویا چاند کی چاندنی کا پرانا فرش اٹھا دیا اور نورانی مخلوق کی آنکھوں کا زری وزربفت کا فرش بچھا دیا گیا۔ کیونکہ جو خود سراجا منیرا ہو وہ کسی چاند کی چاندنی کا حاجت مند نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا چاند ہو سورج ہو یا ستارے، نبی ہوں، رسول ہوں، ولی ہوں، غوث ہوں، قطب ہوں، ابدال واوتاد ہوں فرشتے ہوں، حوریں ہوں سب کے سب۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(۱۳) غبار بن کے نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

ہم اپنے آقا کی راہ گزر پہ قربان ہو جائیں۔ لیکن اب وہ راستہ ہمارے ہاتھ کیسے لگے کہ شب معراج جس راستہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے اور اس راہ پہ ہمارے دل بچھے ہوئے تھے نہ صرف ہمارے دل بلکہ حوران جنت نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں اور نورانی فرشتوں نے اس راہ پہ اپنے نوری پروں کو بچھایا ہوا تھا۔

زمیں اونچی زمیں سے آسماں کا ہے نظام اونچا
یونہی پھر آسماں سے عرش اعلیٰ کا ہے بام اونچا

یونہی پھر عرش حق سے لامکاں ہے لا مقام اونچا
یونہی پھر لا مکاں سے ہے محمد (ﷺ) کا مقام اونچا

خدا ہی دے صبر جان پُر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
(۱۴) جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اے دیدار مصطفیٰ ﷺ کے لیے تڑپ تڑپ کر نڈھال اور ہجرو فراق رسول ﷺ میں غموں سے بھری ہوئی میری دکھوں کی ماری جان! اللہ تجھے صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے میں تجھے وہ منظر کیسے دکھا سکتا ہوں (تو تو پہلے ہی کمزور ہے کہیں تیری جان ہی نہ نکل جائے) جب شب معراج جان کائنات ﷺ کو فرشتوں کی مقدس جماعت میرے آقا اور شب معراج کے دولہا پر ہجوم کیے ہوئے تھی اور آپ کو ساری جنتوں کا دولہا بنا رہی تھی۔ تیرے اندر دیکھنے کی تو کیا سننے کی بھی طاقت نہیں ہے۔

اس زمیں پہ صنعت حق کا کمال دیکھا ہے
فلک پہ جذبۂ الفت کا حال دیکھا ہے
ستارو آؤ تمہیں رکھ لوں اپنی آنکھوں میں
کہ تم نے میرے نبی کا جمال دیکھا ہے (ﷺ)

(۱۵)
اتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

(اور ایسے لگ رہا تھا کہ اللہ نے سارے جہان کے نوروں کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر آج تم نے برسنا ہی ہے تو اس نورالانوار اور احمد مختار کے رُخ والضحیٰ پہ برسو) اس نور کے منبع و مرکز کے چہرۂ اقدس کی نچھاور سے تمام نورانیوں میں نور کی خیرات بانٹی جارہی تھی چاند اور سورج کا حال یہ تھا کہ باوجود اس قدر تابناک ہونے کے مچل مچل کر سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی اقدس کی خیرات مانگ رہے تھے۔

(۱۶)
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

معراج کی رات جب میرے آقا نے غسل فرمایا کچھ جانتے ہو کہ اس غسل کا پانی کہاں گیا؟ اگر نہیں جانتے ہو تو سنو! یہ آسمان پہ ستارے تمہیں دکھائی دے رہے ہیں ناں؟ ان میں جو روشنی تھرکتی اور کانپتی ہوئی نظر آرہی ہے اس کو ذرا غور سے تو دیکھو یہ اسی غسل مبارک کا پانی ہے جس کو ستاروں نے اپنی آنکھوں کے کٹوروں میں محفوظ کرلیا تھا اور اب وہ پانی نور بن کر روشنی ٹپکا رہا ہے۔

(۱۷)
بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دُولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک کا دھوؤن (وضو یا غسل کرتے ہوئے جو پانی گرا) اس سے جنت کو رنگ روغن کر کے اس کے حسن کو بڑھایا گیا اور جنت کے نورانی پھول اور باغ جنت کے شگوفے اپنا جمال بڑھانے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس سے اترنے والا لباس حاصل کرنے میں پیش پیش تھے۔

(۱۸)
خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

آفتاب نبوت کا شب معراج زمین سے آسمان کی طرف اور مکان سے لامکان کی طرف جانا (تحویل مہر) گویا اپنا ایک برج چھوڑ کر دوسرے برج کی طرف چلنا اس بات کی دلیل ہے کہ موسم بدلنے والا ہے اور امت کے لیے سہانی اور پسندیدہ گھڑی آنے والی ہے کہ جب لامکاں پر امت کی بخشش کے فیصلے ہوں گے اس لیے تو وہاں کا نورانی لباس پہنا اور یہاں کے کپڑے امت کے گناہوں کے بدلے صدقے کر دیے تاکہ امت سے اس صدقے کے طفیل گناہوں کی آفت ٹل جائے کیونکہ الصدقہ تردالبلاء۔ صدقہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ (الحدیث)

تجلّئ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ وتسلیم کی نچھاور
(۱۹)
دورویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر انور واقدس پہ جلوۂ حق کا نورانی سہرا باندھا گیا اور حورانِ بہشتی نے درود وسلام کے پھول نچھاور کیے اور جس جس راستے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری گزری دونوں طرف فرشتوں نے کھڑے ہو کر شب معراج کے دولہا کو سلامی پیش کی۔ الدنیا مزرع الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا کے بادشاہ کی سواری گزرنی ہو تو ایسے ہی کرتے ہیں کوئی پھول نچھاور کرتا ہے تو کچھ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں کوئی ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں اور جبریل منادی کرتا ہے کہ دیکھو معراج کے دولہا آتے ہیں۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
(۲۰)
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اے کاش! کہ ہم بھی اگر وہاں ہوتے تو جس گلشن سے سرکار گزرے اس کی زمین کی مٹی بن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لپٹ جاتے اور عرض کرتے کہ اگر اپنا دھوون جنت کو عطا کیا ہے تو اپنا اترن (اُترا ہُوا لباس) ہمیں عطا فرمائیں۔ ہمارے آقا ضرور ہماری بات

مان جاتے اور اترن نہ بھی اگر ملتا تو نعلین پاک مل جاتی جس کو ہم اپنے سر کا تاج بنا لیتے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

حسنؔ رضا خان

لیکن ہمارے اتنے نصیب کہاں کہ ہم جیسے نکمے وہ نظارہ کرتے ہمارے نصیب میں تو یہی ناکامی میں خاک چھاننے کے دن لکھے ہوئے ہیں۔ کہاں وہ پاک ذات اور کہاں ہم نکمّے۔

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلکّ
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے (۲۱)

بس پھر کیا تھا؟ اللہ کے محبوب سواری (براق) پر سوار ہونے ہی والے تھے کہ توپوں کی آواز آنے لگی جو اس بات کی علامت تھی کہ آپ کی امت کی بخشش ہو گئی اور شفاعت نے خود آگے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبارک دی کہ جس امت کے لیے آپ رو رو کر دعائیں کرتے رہے مبارک ہو اس کا کام بن گیا۔ ادھر امت کے گناہ گاروں کو جب یہ خبر پہنچی تو انھوں نے وجد میں آکر مستوں کی طرح جھومنا شروع کر دیا اور گناہوں نے بھی خوشی منائی کہ اگر گناہ گاروں کی بخشش نہ ہوتی تو ہماری

وجہ سے یہ گناہ گار عذاب میں مبتلا ہو جاتے جس سے اللہ کا محبوب پریشان ہوتا تو شکر ہے ہم حضور کی پریشانی کا باعث بننے سے بچ گئے۔

اے مسلمان! غور کر تیرا نبی پیدا ہوا تو سر سجدے میں رکھ کر رب ھب لی امتی کہتا رہا اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔ جو ان ہوا تو غاروں میں جا جا کر رو رو کر تیرے گناہوں کو بخشواتا رہا اور آپ ایسے درد کے ساتھ روتے کہ چرواہوں کی بکریاں گھاس کھانا چھوڑ دیتیں اور پریشان ہو جاتیں جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے۔ پھر اللہ نے معراج کی رات عرش پہ بلایا تو وہاں کیا ہوا؟ جب براق بھی نیچے رہ گیا، جبریل بھی سدرہ پر رُک گئے، رفرف بھی جواب دے گیا تو۔

تہہ عرش سجدے میں سر کو جھکایا
بکھیر کر کے زلفوں نے یہ رنگ لایا
یہ کہہ کر خدا نے نبی کو اُٹھایا
کہ پیارے تیرے گیسو کیا مانگتے ہیں
یہ سن کر کہا مصطفیٰ نے الٰہی
یہ کہتی ہیں میرے گیسوؤں کی سیاہی
سیاہ بخت امت کی کردے رہائی
الٰہی یہ گیسو دعا مانگتے ہیں

خدا نے کہا تو نہ گھبرا محمد
میرے سامنے عرش پر آ محمد
تو چاہے جسے بخشوا یا محمد
کہ پیارے تیری ہم رضا مانگتے ہیں
(ﷺ)

لہٰذا امتی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ حضور نے اگر ایک بار ہی ہمیں یاد فرمایا ہوتا تو ہم اپنے آقا کو روزانہ اس ایک بار کی یادگیری کے شکرانے میں ہزار بار بھی یاد کر کے درود و سلام پڑھتے رہیں تو کم ہے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی
یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی
میں ہو حاضر تیری چاکری کے لیے

عبدالستار نیازی

(۲۲)
عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکّے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

معراج کی رات نبی اکرم ﷺ کے یا آپ ﷺ کی سواری (براق) کے چہرے کی چمک دمک پر تعجب اس لیے نہیں ہے کہ وہ سماں ہی ایسا تھا کہ نشہ شرابِ عشقِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مست ہو

کر براق چھلانگیں لگا رہا تھا اور اس کا چھلانگیں لگانا اس لیے تھا کہ ہر طرف سے تیز روشنیوں کی شعاعوں کے فوارے (بگّے) پھوٹ رہے تھے اور آنکھوں میں بجلیاں کوند (رقص کر) رہی تھیں۔ جانور کی آنکھوں میں تیز روشنی پڑے تو وہ خوب اچھلتا کودتا ہے اور یہاں تو بجلیوں کو (براق جمع برق کی بمعنی بجلیاں) بھی لگامیں چڑھا دینے والا سراجاً منیرا خود بجلیوں کے اوپر سوار ہو گیا، تو براق کو زیبا تھا کہ فخر و ناز سے نئے نئے انداز دکھاتا ہوا چلے۔

ہجوم اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غُل غُلے تھے (۲۳)

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پہ سوار ہونے لگے تو جب سائلوں کا ہجوم ہو گیا تو حکم ہوا کہ امیدیں کم کرو (یعنی مانگنے والوں کو ان کی طلب کے مطابق دے کر فارغ کرو) اور فرشتے پکار رہے تھے کہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سواری کو چلنے دو۔

فرشتوں کو حکم تھا کہ جاؤ یہ بھیڑ چھانٹو پرے جماؤ
مگر کسی کا نہ جی دُکھاؤ مراد مندوں کو یہ سناؤ
جو منہ سے مانگو ابھی وہ پاؤ تم اب سرِ راہ گزر نہ آؤ

اُٹھی جو گردِ رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
(۲۴) گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری سوئے ذات باری چلی تو ایسی نورانی گرد اُڑی کہ ہر طرف نور ہی نور چھا گیا گویا دلوں نے راستہ گھیر رکھا ہے اور رنگ و نور کی ایسی بارش برسی کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا بلکہ جنگل سے بھی پانی (نور) کے فوارے اُبلنے لگے۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ آپ کے دائیں بائیں اسی اسی ہزار فرشتے تھے ہر ایک کے پاس نور کی شمع تھی جب حضور نے اپنے رُخ انور کو ظاہر فرمایا تو آپ ﷺ کا حسن سب نوروں پہ غالب آ گیا حالانکہ صرف ایک حجاب ستر ہزار حجابوں میں سے اُٹھایا تھا۔

مقام مصطفیٰ ادراک میں آئے تو کیا آئے
علم خود وجد میں ہے پھر بیاں کیسے کیا جائے
نہ دیکھا ہے زمانے نے نہ دیکھے گا حسیں ایسا
لب جبریل ہے گویاں کوئی مثلِ پیا آئے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
(۲۵) اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

ارے چاند! تیری تھل کو کیا ہو گیا؟ کتنا سنہری موقع تو نے ضائع کر دیا تجھے کسی نے بتایا بھی نہیں کہ شب اسریٰ کے دولہا جس راہ سے گزرے ہیں اس راستہ کی خاک اُٹھالیتا اور اس خاک کو اپنے چہرے پہ ملتا رہتا پھر دیکھتا تیرے داغ مٹتے ہیں یا نہیں؟

دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیکھو یار میری (احمد رضا) عقل کو کیا ہو گیا؟ بھلا چاند جس آقا کے راستے کی گرد کا ایک ذرہ ہے اسی راستہ کی تھوڑی خاک اُٹھالیتا تا کہ میرے نامہ، اعمال میں جو گناہوں کے سیاہ دھبے پڑے ہوئے ہیں وہ تو مٹ جاتے۔

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

(امام احمد رضا)

(۲۶)
براق کے نقش سُم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن، مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری (براق) کے کُھروں کے نشانات پہ قربان جاؤں اس نے ایسے ایسے پھول کھلائے کہ تمام راستے میں سرخ گلاب کے پھول مہک رہے تھے، باغات سر سبز تھے اور ہر طرف ہریالی

ہی ہریالی کا دور دورہ تھا کہ ایسی بہار نہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں آئی (سوائے شب ولادت) اور بعد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

نہ رکھی گل کے جوش جن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

(امام احمد رضا)

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ عیاں ہوں معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے (۲۷)

شب معراج مسجد اقصیٰ میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام انبیاء کرام ورسل عظام علیھم السلام کو نماز پڑھائی، اس میں یہی راز تھا کہ پہلے اور آخری کا فرق واضح ہو جائے (کہ آخر میں آنے کا مطلب یہ نہیں کہ آخری کی شان وعظمت بھی کم ہے) جو انبیاء کرام علیھم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے اپنی نبوتوں کے ڈنکے بجا گئے تھے وہ سارے کے سارے ہاتھ باندھ کر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر بتاؤ بھلا شان کس کی زیادہ ہوتی؟

مسجد اقصیٰ کا منظر:

مقتدی سارے کے سارے (انبیاء کرام) مسجد اقصیٰ میں پہنچ چکے ہیں حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر میں

صلوٰۃ پڑھتے ہوئے دیکھ آئے ہیں مگر یہاں انبیاء کرام کی صفوں میں وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ تک رہے ہیں۔

وہاں صفی اللہ بھی ہیں؟ نجی اللہ بھی ہیں، روح اللہ بھی ہیں، خلیل اللہ، کلیم اللہ، ذبیح اللہ سارے ہی ہیں۔ اچانک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری پہنچی تو سارے نبیوں نے رُخ والضحیٰ دیکھ کر نعرہ بلند کیا: **"فجاء محمد سراجاً منیرا فصلوا علیه کثیراً کثیراً"**۔

اور سبحان اللہ!

ندا آئی دریچے کھول دو ایوان قدرت کے
نظارے خود کرے گی آج قدرت شانِ قدرت کے

چنانچہ جبریل امین نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو مصلیٰ امامت پہ تشریف لانے کی دعوت دی اور عرض کیا! آپ امامت فرمائیں، کسی نبی نے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت پہ اعتراض بھی نہ کیا۔ اور کیوں اعتراض کرتے آج تو ان کو اپنے میثاق کا وعدہ پورا کرنے کا وقت تھا کہ جب یہ نبی تمہارے درمیان آجائیں تو ان کی مدد کرنا ان پر ایمان لانا لہٰذا سب نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر کے اس وعدہ کو پورا کیا۔

فرشتوں نے جب یہ منظر دیکھا تو بولے۔ کیا خوب امامت ہو رہی ہے اور کیا خوب جماعت ہو رہی ہے۔ ایسے امام کے لیے ایسے ہی مقتدی

ہونے چاہئیں۔ ساری دنیا میں کوئی ایسا امام نہیں ہو سکتا ہے۔ مقتدی اگر لاجواب و باکمال ہیں تو امام بھی بے مثال و صاحب کمال ہیں۔

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر
سرور انبیاء تیری کیا بات ہے
رحمت دو جہاں اک تیری ذات ہے
اے حبیب خدا تیری کیا بات ہے

انبیاء کرام علیہم السلام کے خطبات:

نماز کے بعد جشن معراج مصطفیٰ علیہ السلام کی محفل ہوئی جس میں مختلف نبیوں نے خطاب فرمائے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سب سے آخر میں خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر حضرت آدم علیہ السلام ابو الانبیاء (سیدنا ابراہیم) علیہم السلام نے جو فیصلہ فرمایا پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذی خلقنی بیده واسجدلی ملائکته وجعل الانبیاء من ذریتی۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا، اور فرشتوں سے مجھے سجدہ کروایا، اور نبیوں کو میری اولاد بنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذی اجاب دعوتی فنجانی من الغرق بالسفینة وفضلنی بالنبوة۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے میری دعا کو قبول فرمایا اور مجھے طوفان میں غرق ہونے سے کشتی کے ذریعے بچایا، اور مجھے نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذی اتخذنی خلیلا واعطانی ملکا عظیما واصطفانی برسالته واخرجنی من النار وجعلها علیّ برداًوسلاماً۔

تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا، مجھے بہت بڑا ملک عطا فرمایا، مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا مجھے آگ سے بچایا اور آگ کو میرے اوپر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد لله الذی کلمنی تکلیما واصطفانی برسالته وانزل علیّ التوراة۔

تمام تعریفیں اس اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے میرے ساتھ خوب کلام فرمایا اور مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا اور میرے اوپر تورات کو نازل فرمایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للہ الذی انزل علیّ الزبور ولین لی الحدید۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میرے اوپر زبور کو نازل فرمایا اور لوہے کو میرے لیے نرم (موم) فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للہ الذی سخرلی الریاح والجن والا نس وعلمنی منطق الطیرو اعطانی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہواؤں، جنوں، انسانوں کو میرے تابع بنادیا۔ مجھے پرندوں کا بول چال سکھایا اور مجھے ایسا ملک عطا فرمایا کہ میرے بعد اس طرح کی حکومت وملک کسی کے لائق نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطبہ:

الحمد للہ الذی علمنی التوراۃ والانجیل و جعلنی ابرئ الا کمہ والا برص واحی الموتیٰ باذنہ۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے توراۃ وانجیل کا علم عطا فرمایا اور مجھے مادرزاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو درست کردینے والا بنایا اور اپنے حکم سے مجھے مُردوں کو زندہ کردینے والا بنایا۔

اسی طرح تمام انبیاء کرام نے پیارے پیارے خطبے ارشاد فرمائے اور اپنی اپنی خصوصیات بیان کیں اور سب سے آخر میں ہمارے آقا و مولیٰ حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا ہی جامع، ایمان افروز اور علم و حکمت اور عظمت و فضیلت والا خطبہ دیا جھوم جھوم کر اپنے نبی کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پڑھیے اور ہر لفظ پہ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے جائیے۔

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خطبہ:

الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعلمین وکافة للناس بشیرا ونذیرا، وانزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شئی، وجعل امتی اخرجت للناس، وجعل امتی وسطا، وجعل امتی هم الاولون، والا خرون وشرح لی صدری، ووضع عنی وزری، وجعلنی فاتحا، وسمانی رؤفا رحیما۔

تمام تعریفیں (تمام زمانوں میں، تمام کرنے والوں کی) اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور جس نے مجھے نسل انسانیت کو بشارتیں دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور جس نے میرے اوپر حق اور باطل میں واضح فرق کرنے والی کتاب (قرآن مجید) کو نازل فرمایا جس میں ہر شے کا (مع دلائل) بیان ہے اور جس نے میری امت کو لوگوں (کی بھلائی) کے لیے بنایا اور جس نے میری امت کو درمیانی (افضل) امت بنایا اور جس نے میری امت کو (جنت میں جانے

کے اعتبار سے) پہلی اور (دنیا مین بھیجنے کے اعتبار سے) آخری بنایا (تا کہ قبروں میں تھوڑی دیر رہنا پڑے اور جیسے پہلوں کے گناہ اس امت کے سامنے بیان کیے، اس امت کے گناہ کسی کے سامنے بیان نہ ہوں) اور اللہ نے میرے سینے کو کھول دیا اور میرے بوجھ کو اُٹھادیا اور میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح (عالم) بنایا اور مجھے اپنے نام (رؤف، رحیم) مہربان اور رحم کرنے والا، عطا فرمائے۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

احمد رضا خاں بریلوی

تمام نبیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان خطبہ سماعت فرمایا اب جب فیصلہ کی باری آئی تو سب کی نگاہیں ابو البشر، ابو الانبیاء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اُٹھیں چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام نے جو دو لفظی فیصلہ فرمایا اس سے اپنی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور دیجیے۔

فیصلہ:

تمام خطبات سننے کے بعد ابو الانبیاء (آدم علیہ السلام) یا (جدّ الانبیاء ابراہیم علیہ السلام) نے یہ فیصلہ دیا کہ:

بهذا فضلكم محمد رسول الله (صلى الله عليه وسلم)

اے گروہِ انبیاء علیھم السلام (تم میں سے ہر ایک ایک نے بمع میرے اپنی اپنی فضیلت کا نمونہ پیش کیا اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل بھی سماعت کیے میں نے ساری کاروائی کا بغور جائزہ لیا ہے تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم (ہم) سب سے نمبر لے گئے ہیں۔ یہ لمحہ یقیناً میثاقِ انبیاء کے ایفائے عہد کا وقت ہے کہ جب وہ رسول تم میں آجائے تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد بھی کرنا جو اللہ نے عالم ارواح میں نبیوں سے لیا تھا۔

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے (۲۸)

شہنشاہِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد تھی اس لیے آپ کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے ہر شے کو اُجلا کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ستارے اور آسمان کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ ساغر و مینا (گلاس اور صراحی) کو اچھی طرح اجلا و مصفی کرو اس لیے وہ ان برتنوں کو آبِ کوثر میں کھنگال کھنگال کر ان کی میل کچیل کو دور کر رہے ہیں تا کہ عشق مصطفیٰ کی شراب طہور سے آسمان والوں کو نوازا جائے، کیونکہ بادشاہ جس علاقے کے دورے پہ جاتے ہیں اس علاقے کی بھلائی کے لیے کچھ نہ کچھ کر کے آتے ہیں۔

(۲۹)
نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

آقائے دو جہاں ﷺ (جو آسمان نبوت ورسالت کے آفتاب عالم تاب ہیں) نے جب رُخ انور سے ایک پردہ ستر ہزار پردوں میں سے اُٹھایا تو آپ کے چہرۂ اقدس کے جلال کی گرمی سے آسمان کو بخار چڑھ گیا اور ستاروں بے چاروں کے جسموں پہ چھالے پڑ گئے جن سے پانی (روشنی ونور) رِسنے لگا۔

(۳۰)
یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

آپ کی نورانیت میں جب جوش پیدا ہوا تو موتی پگھلنے لگے اور ان کی پشت تک پانی چڑھ گیا اور راستوں کو اس قدر مجلّٰی و مصفّٰی کیا گیا کہ ستارے پھسل پھسل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پہ گرنے لگے اور پاؤں کو بوسے دینے لگے۔

(۳۱)
بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وحدت کا سمندر پورے جوش کے ساتھ آگے بڑھا (ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ) ریت (عالم امکان) کے تمام

زرے فنا ہو گئے ، یہ آسمان کے ٹیلوں کی کیا بات کرتے ہو اس وقت تو عرش اور کرسی بھی دو بلبلے دکھائی دے رہے تھے۔

وہ ظلِ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
(۳۲)
سنہری زربفت اُودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

ادھر رحمت الٰہی کا سایہ اُدھر رُخ والضحیٰ کی تجلیاں ایسا منظر بنا کہ ستارے بھی منہ چھپانے لگے عمدہ قسم کے ریشمی کپڑوں کے تھانوں کے تھان بطور فرش بچھا دے گئے (ظلِ رحمت اور رُخ کے جلووں سے) دھوپ اور چھاؤں کی کیفیت سی بن گئی کہ کہیں چمک دمک تیز کہیں ہلکی اور کہیں بالکل مدھم۔ اس طرح آپ ﷺ نے اللہ کے قرب کا ایک خصوصی نظارہ فرمایا۔

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
(۳۳)
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے

وہ سیدھے قد والا (باغ وحدت کا صنوبر و سرو قد محبوب) کچھ ایسے انداز سے خراماں خراماں چلا کہ سدرۃ المنتہیٰ (جہاں بے شمار فرشتے صرف دیدار کے لیے جمع تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا (اذیغشی السدرۃ مایغشیٰ) بھی آپ کا دامن اقدس تھام کر نہ روک

سکے اور ابھی فرشتے پلک ہی جھپک رہے تھے کہ حضور علیہ السلام مکاں سے لامکاں تک جا پہنچے۔

پہنچ کر سدرہ پہ روح الامیں یہ کہنے لگے
یہاں سے آگے کا رستہ حضور جانتے ہیں

(۳۴)
جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دُولہا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

ہاں (جو فرشتے سدرہ پہ دیدار کے لیے جمع ہوئے تھے انہوں نے صرف) ایک جھلک کا نظارہ کیا پھر اس کے بعد کس کو ہوش کب تھی کہ دامن کہاں ہے دامن والا کہاں ہے دولہا کی سواری بہت دور نکل چکی تھی اور سب سے بڑا باراتی عرض کر رہا تھا

اگر یک سرموئے برترپرم
فروغ تجلّی بسوزد پرم

نہ روح آمین نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں کہ رمزیں کھلیں ازل کی نِہاں تمہارے لیے
بفورِ صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سما نے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے

تھکے تھے روح الا میں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
(۳۵)
رکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

سیدنا حضرت جبریل امین علیہ السلام تھک گئے۔ اور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن اقدس ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا (یعنی رفاقت نہ کرسکے) ظاہر ہے قرب الٰہی کی جو امید لگائے بیٹھے تھے (کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے میرا کام بھی مفت میں ہو جائے گا) وہ امید بھی ٹوٹ گئی۔ دل کے ارمان اور حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں۔ کہاں ان کی شان و شوکت کہ سید الملائکہ اور کہاں اب یہ حسرت کہ وہ سہارا ہی گیا جو مزید قرب الٰہی کا وسیلہ بنایا ہوا تھا۔

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
(۳۶)
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

نبی اکرم ﷺ کی رفتار کا حال بھی سن لو! کہ جس نے اسے رفتار کا اندازہ لگانے کے لیے صرف غور ہی کیا اس کا دماغ بھی ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس دھماکے سے ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ عقل کے جنگل میں ایک نورانی پھول پیدا ہوا جس نے پھول ہو کر جنگل کے ہر درخت کو جلا دیا۔ یعنی رفتار مصطفیٰ کی بلندیوں کا ہماری چھوٹی سی عقل اگر اندازہ لگانے بیٹھے گی تو اس کا کچھ نہیں بچے گا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ:

سرے لامکاں سے طلب ہوئی سوئے منتہا وہ چلے نبی
کوئی حد ہے ان کے عروج کی صلوا علیہ والہٖ

(۳۷) جلو میں جو مرغ عقل اُڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدِرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھے دَم تیور آگئے تھے

شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو (مرغانِ عقل) فرشتوں کی مقدس جماعت جارہی تھی ان کی حالت بھی دیکھنے والی تھی، کثرت ہجوم، تیزی رفتاری اور تھکاوٹ کی وجہ سے ایک دوسرے کے اوپر گررہے تھے جیسے قربان ہورہے ہوں باقیوں کو تو ایک طرف رہنے دو! خود ان کے سردار (حضرت جبریل امین علیہ السلام) بھی تھک کر سدرۃ المنتہیٰ پہ رُک گئے اور بلندی و قرب مصطفیٰ دیکھ کر ان کا سر چکرا گیا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا حالانکہ یہی وہ بزرگ ہیں کہ جو اللہ کے حکم سے سرکار کو لینے آئے تھے۔

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پرجہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصرِ دانی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھیے تم نے بھی کچھ سُنا کہ یُوں

(امام احمد رضا)

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اُڑے تو اُڑنے کو اور دم بھر
(۳۸) اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

وہم وخیال بھی مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفتار تک نہیں پہنچ سکتے اگر چہ وہم وگمان کے پر بڑے طاقتور سہی (کیونکہ ہر بلندی کا تصور وخیال تو کیا جاسکتا ہے) مگر تھوڑی دیر کے لیے تصورات نے پرواز کی پھر ایسی ٹھوکر کھائی کہ خون کی قے آنے لگی یعنی تھک ہار کر بیٹھ گیا۔

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
(۳۹) وہی قدم خیر سے پھر آئے، جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

اسی اثنا میں عرش معلیٰ نے یہ بات سن لی اور خوش ہو کر مچل گیا کہ لو بھئی ہماری بھی بات بن گئی ہے کہ تاج رسالت و نبوت والے میرے اوپر بمع نعلین تشریف لارہے ہیں۔ میں تو خوب بوسے لوں گا، اللہ کرے خیر وعافیت سے میرے پاس پہنچ جائیں (کہیں جبریل امین کی طرح میری خواہش بھی دل میں نہ رہے۔ انہوں نے بھی خواہش کی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں مجھے قرب خدا کا وہ درجہ حاصل ہو جائے گا مگر سدرہ سے آگے نہ جاسکے) آپ کے قدم مبارک تو پہلے ہی میرے لیے شرافت وعظمت کا تاج ہیں، اب تو ان کی عظمت میری نگاہوں میں اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

یہ سن کے بےخود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
(۴۰)
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

عرش اعظم وجد میں آکر پکار اُٹھا! اے میرے آقا! میں آپ کے قدموں پہ قربان ہو جاؤں آپ کہاں ہے، کب میرے سینے پہ اپنی نعلین رکھ رہے ہیں، جلدی تشریف لائیے تا کہ میں آپ کے پاؤں کو چومنے کی سعادت حاصل کروں اور اپنے نصیبوں کو جگاؤں۔ مواہب لدنیہ ص ۲۴، ج ۲ پہ ہے:

لما انتھی الی العرش تمسك العرش باذیاله۔

جب آپ (ﷺ) عرش معلیٰ پہ پہنچے تو عرش معلیٰ آپ کے دامنِ رحمت سے چمٹ گیا۔

امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور رباعی ہے:

عَلٰی رَاْسِ ھٰذا الکَوْن نَعْلُ مُحَمَّد
عَلَتْ فجمِیْعُ الخَلْقِ تحْتَ ظِلَالِہٖ
لدی الطُّوْرمُوْسیٰ نُوْدِی اِخْلَعْ واَحْمَدَ
وأحمدعَلَی الْعَرْشِ لَمْ یُوْذَنْ بِخَلع نَعَالِہٖ

حضرت رسول کریم ﷺ کی نعلین مبارک کی شان یہ ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی۔

اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی۔ اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفےٰ ﷺ کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے (۴۱)

عرش معلیٰ جھک کر سلامی دے رہا تھا اور ملأ اعلیٰ کے فرشتے سجدۂ شکر بجالا رہے تھے (کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں گھر بیٹھے ہی اپنے محبوب کا دیدار کرا دیا ہے) اور جو نہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش معلیٰ پہ جلوہ گر ہوئے تو عرش آپ کے مبارک تلوؤں کو آنکھوں سے ملنے لگا اور ملأ اعلیٰ کے فرشتے آپ کے ارد گرد نثار ہونے لگے اور زبانِ حال سے کہنے لگے۔

انہی کی محفل سجا رہے ہیں چراغ ہمارا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہے ہیں زباں ہماری ہے بات ان کی

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے (۴۲)

عرش معلیٰ سے کچھ ایسی رنگ برنگی نورانی شعاعیں نمودار ہوئیں کہ تمام فانوسوں کی روشنی دھیمی پڑ گئی اور سراج منیر، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت کے نور کے سامنے اپنا سا منہ لے کے رہ گئے بھلا سورج کے سامنے چراغ کی کیا مجال کہ وہ چمکنے کا نام بھی لے مثل مشہور ہے ''سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے'' یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی بڑے کے بڑے کام کے سامنے معمولی شخص معمولی کام کرے یا عاجزی کے طور پر بولتے ہیں۔ اور آقا کا دربار تو وہ ہے کہ:

درِ رسول پہ قدسی سلام کرتے ہیں
یہ کام وہ ہے جو وہ صبح و شام کرتے ہیں
ثنائے خواجہ سے اختر تجھے ملا یہ مقام
کہ اہل عشق تیرا احترام کرتے ہیں

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے (۴۳)

انہی مبارک لمحات میں رحمت کا فرشتہ پیغام لے کر آیا کہ حضور! تشریف لے چلیئے! (دیدار کے) جو راستے موسیٰ علیہ السلام کے لیے بند تھے وہ سارے کے سارے آپ کے لیے کھول دیے گئے ہیں۔ ان کو

طور پہ بلایا تو نعلین اتارنے کا حکم دیا آپ عرش معلیٰ پہ بمع نعلین تشریف لائیں اور دیدار خداوندی کی لذت پائیں۔

نعلین سمیت عرش پہ جانے کا ذکر قصص الانبیاء۔ جواہر البحار۔ روح البیان اور سیرت رسول عربی میں ہے۔ تشریح شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ عرش است کمیں پایہ زایوانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد، قریب آسرورِ ممّجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے (۴۴)

(جیسا کہ مواہب لدنیہ ص۲۹ پہ روایت ہے کہ جب جبرائیل، براق اور رفرف نیچے رہ گئے اور حضور اکیلے رہ گئے تو اس عالم نور میں) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز میں ندا آئی:

اُدن یا خیر البریۃ ادن یا محمد، ادن یا احمد لیدنوا الحبیب

اسی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا: اے میرے پیارے! آگے بڑھیے! اے احمد مختار! اور قریب آیئے، اے ساری مخلوق کے سردار! اور آگے آیئے (اور اب رُک جایئے **فدنی الجبار رب العزۃ** (بخاری شریف) **ثم دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین اوادنی** (القرآن) اے عاشقانِ مصطفیٰ! اب آپ بھی سمجھ جایئے) میں قربان جاؤں وہ کیا آواز تھی، وہ کیا سماں تھا اور اس میں کیسا مزہ اور لطف ہو گا۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی
ابن مریم کو مسیحائی کی نعمت بخشی
حضرت موسیٰ کو یدبیضا کی دولت بخشی
میرے آقا کو بے پردہ زیارت بخشی

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لَنْ تَرَانِیْ کہیں تقاضے وصال کے تھے (۴۵)

اے اللہ! تو بڑا ہی برکت والا ہے اور تیری کیا ہی شان ہے؟ واقعی بے نیازی اور صمدیت صرف تیری ہی شان کے لائق ہے۔ اور تیرے کام بھی کیسے نرالے اور وجد آفرین ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار طلب کرنے کے باوجود فرمارہا ہے "اے موسیٰ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا؟ اور حبیب نے کوئی ایسا مطالبہ بھی نہیں کیا مگر اس کا ہر مطالبہ (امت کی بخشش، قیامت کے دن سواریوں کا انتظام وغیرہ) بھی پورا ہورہا ہے اور ملاقات کے تقاضے بھی **ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللہ**۔ بلکہ حبیب بستر پہ آرام فرمارہا ہے تو سید الملائکہ سے پاؤں کو بوسے دلوا کر اُٹھایا جارہا ہے، براق پہ سوار فرمایا جارہا ہے، مسجد اقصیٰ میں نبیوں کا امام بنایا جارہا ہے۔ عرش پہ بلایا جارہا ہے اور دیدار کرایا جارہا ہے۔

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
(۴۶)
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

عقل سے کہہ دو کہ کن خیالوں میں ڈوبی ہوئی ہے یہ نظارہ تیری سمجھ میں نہیں آسکتا، سر تسلیم خم کرلے! گزرنے والے گزر چکے ہیں اور تیری ہوا کو بھی پتہ نہیں چل سکا اور تجھے کیا پتہ چلے، یہاں تو شش جہات کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ (مایوسی اور پریشانی کے عالم میں ہے) وہ کس کو بتائے کہ حضور کس طرف گئے ہیں کیونکہ وہ تو اُدھر گئے ہیں جدھر نہ جہت ہے نہ سمت، نہ مکان نہ مکانیت نہ جسم نہ جسمانیت۔

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت تان تمہارے لیے

(امام احمد رضا)

سراغِ این ومتیٰ کہاں تھا نشان کیف والیٰ کہاں تھا
(۴۷)
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

کوئی کیا بتائے کہ آپ ﷺ کہاں گئے؟ کب گئے؟ کیسے گئے؟ کہاں تک گئے؟ ان تمام سوالات کا جواب کسی کے پاس نہیں کیونکہ نہ وہاں کب اور کہاں کا تصور، نہ کیسے اور کہاں تک کا نشان نہ کوئی (آپ کے سوا) اس راہ کا مسافر تھا نہ ہی کوئی آپ کے ساتھ تھا، نہ کوئی منزل کا

نشان تھا اور نہ پڑاؤ کرنے کی جگہ (مرحلہ) یہ ساری باتیں عالم ناسوت سے تعلق رکھتی ہیں وہ تو عالم ہی کوئی اور تھا۔

وہی لامکاں کہ مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(امام احمد رضا)

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
(۴۸) جلال وہیبت کا سامنا تھا جمال ورحمت اُبھارتے تھے

ادھر (بارگاہ رب العالمین) سے ملاقات کے بار بار تقاضے ہو رہے تھے اور ادھر (نبی اکرم ﷺ کے لیے) اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات اور ہیبت و شوکت، رعب و دبدبے کی وجہ سے (ادب واحترام کے تقاضوں کے پیش نظر قدم اُٹھانا مشکل ہو رہا تھا مگر جمال ورحمتِ خداوندی نے حوصلہ بڑھایا اور محبوب خدا ﷺ نے اپنے رب سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملا نور اپنے ہی نور سے ملے اور انبیاء دور سے
کوئی بڑھ سکا نہ حضور سے یہ تو آپ ہی کا کمال ہے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رُکتے!
(۴۹) جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شرم وحیا کا پیکر بن کر خوفِ خدا کا لبادہ اوڑھ کر، بڑے ہی ادب و احترام سے آگے بڑھتے ہی چلے گئے اگر فاصلہ معمول کی رفتار کے مطابق ہی کم ہوتا تو کبھی ختم نہ ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے تمام فاصلوں کو سمیٹ کر محبوب کو قاب قوسین او ادنیٰ کا قرب عطا فرمایا۔

ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے
تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تدلّٰی کے سلسلے تھے (۵۰)

پھر رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آگے بڑھنا تو برائے نام اور صرف لفظاً ہی تھا ورنہ در حقیقت تو یہ فعل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا (ثم دنی الجبار رب العزۃ۔ بخاری، پھر اللہ رب العزت جو جبار ہے قریب ہوا) کہ اُس ذات نے اپنی شان کے مطابق آپ (ﷺ) کی طرف نزول فرمایا جو نزول ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہزاروں ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا (اسی کا قرآن میں آپ سے وعدہ کیا گیا وللآخرۃ خیرلك من الاولیٰ۔ آپ کی ہر اگلی گھڑی پچھلی سے بہتر ہو گی) یہاں تک کہ دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے

سلسلہ تک بات جا پہنچی۔ حضور کی معراج قرب خداوندی ٹھہری اور امتی کی معراج قرب مصطفیٰ میں ہے۔

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموّج بحرِ ہُو میں اُبھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اُٹھا دیے تھے (۵۱)

پھر ھُوْ کی قیامت خیز لہروں (انوار و تجلیات ذات باری تعالیٰ کی بجلیوں) سے ایک نہایت ہی عمدہ کشتی (توفیق خداوندی کی) ظاہر ہوئی جس نے ہمارے آقا کو قرب کی گود میں بٹھایا اور فنا کے تمام رستے کھول دیے (لنگر اُٹھا دیے) اور فنائیت کے نہایت ہی اعلیٰ و ارفع مقام کی جانب لے گئی۔

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اُتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے (۵۲)

وحدت کے سمندر کا گھاٹ اور کنارہ ہی نہیں ہے کوئی کیا بتائے کہ نور کی کشتی (توفیق الٰہی) آپ (ﷺ) کو کس کس راستے سے کس مقام پہ لے گئی اور کہاں اُتارا اور اترنے کے بعد آپ ﷺ نے کس طرح چھلانگ لگائی اور نہ صِرف دوسروں کی نظر سے بلکہ اپنی نظر سے بھی چھپ گئے یعنی فنائیت تامہ حاصل ہوگئی۔ (چھلانگ لگانے کا مفہوم اس طرح ہے کہ جس طرح نگاہ ایک ہی لمحہ میں آسمان کو دیکھ کر اسی لمحہ

واپس آجاتی ہے ہماری نگاہ کی تیزی و پھرتی بعینہ یا اس سے بھی زیادہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے وجود کو عطا فرمادے تو کیا بعید ہے کیونکہ وہ ذات علیٰ کل شئی قدیر ہے)

اُٹھے جو قصر دنےٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
(۵۳) وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے اَرے تھے

(آپ ﷺ نے فرمایا **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل**۔ میرے اور خدا کے درمیان ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ حائل ہو سکے اور نہ ہی کوئی نبی رسول۔ دوئی کے ختم ہونے سے یہی مراد ہے کہ ملاقات کے وقت صرف میں ہی تھا اور دوسرا کوئی نہیں تھا یا خدا کی ہستی تھی یا مصطفیٰ کی ہستی تھی) قرب کے محل کے تمام پردوں کو اُٹھا دیا گیا اب آگے کون بتائے کہ کیا ہوا، دوئی کی تو وہاں گنجائش ہی نہیں تھی مگر یہ نہ سمجھنا کہ آپ (ﷺ) بھی وہاں نہ تھے (دوئی نہ ہونے کا یہ معنی نہیں) ارے خدا کے بندے! آپ تو وہاں ہی تھے۔ آپ ہی کے لیے تو سب کچھ کیا گیا تھا۔

حق یہ کہ ہیں عبدالہٰ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ وگل کا فرق اُٹھایا
(۵۴) گِرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

اس گلشن وحدت میں کچھ ایسا منظر دکھائی دیا کہ کلی وغنچہ بھی چٹک کر پھول دکھائی دینے لگے (صوفیاء کی اصطلاح میں یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے جس کی مثال خواجہ باقی باللہ اور نان بائی کا واقعہ بن سکتی ہے، اس کا مطلب دو کا ایک ہوجانا نہیں ہوتا بلکہ ایک جیسا ظاہراً دکھائی دینا ہوتا ہے۔ جیسے بندے اور اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہراً لفظی اعتبار سے ایک جیسی ہیں مثلاً سمیع، بصیر، مومن، غنی۔ بندہ بھی ہے اور اللہ بھی، اس کے باوجود مگر قدیم وحادث، مستقل، غیر مستقل، ذاتی، عطائی کا فرق اپنی جگہ برقرار رہے گا) کلیوں کے دامن میں بھی پھول کھل اُٹھے اور گلشن مہکنے لگے اور ان کے گریبان کے بٹنوں کی جگہ بھی پھول ہی سجے ہوئے تھے۔

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط وَاصِل
(۵۵) کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

دائرہ و مرکز (دائرے کا سینٹر جہاں پرکار رکھی جاتی ہے) میں (ہم جیسوں کے لیے فرق کرنا مشکل ہوگیا) جدائی وملاپ والی تمام لکیریں آپس میں مل گئیں کمانیں حیران ہوکر سر جھکائے بیٹھی تھیں

اور دائرہ عجیب چکر میں تھا۔ دائرہ سے کائنات مراد ہے اور اس شعر میں علم جیومیٹری کی اصطلاح کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش فرمائی گئی ہے۔

(۵۶) حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

ایک ایک پردے کے اُٹھنے پر لاکھوں نور کے پردے ظاہر ہو جاتے اور ہر پردہ سے لاکھوں جلوے نمایاں ہوتے، کیسی عجیب گھڑی تھی ایسے لگ رہا تھا کہ جدائی و ملاپ جس دن پیدا ہوئے ہیں اس دن سے لے کر آج تک آپس میں نہیں ملے اور اب ملاقات ہوئی ہے تو خوب معانقہ کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ملاپ اور ملاقات کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ "وصل و فرقت جنم کے بچھڑے ان لمحات میں گلے ملے تھے"

(۵۷) زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں!
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

دریائے وحدت کی موجیں بھی خشک زبانی کی شکایت کر رہی تھیں اور وصل کے پانی کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بھنور خود اتنا پیاسا نظر آرہا تھا کہ پیاس کی شدت سے آنکھوں پہ حلقے پڑ گئے تھے اور آنکھیں دھنسی جارہی تھیں۔

(۵۸) وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اسی سے اُس کی طرف گئے تھے

اللہ تعالیٰ ہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر و باطن ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا جلوۂ خاص ہیں تو خدا کا جلوہ خدا کو ملنے جو خدا ہی کی طرف سے زمین کی طرف آیا ہوا تھا (قد جاء کم من اللہ نور) خدا ہی کی طرف چلا گیا۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اول و اخر، ظاہر باطن۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات بھی بتائی ہیں اور ہر ایک کی بڑی خوب توجیہ فرمائی ہے۔ جس طرح رؤف ورحیم اللہ و رسول دونوں کے صفاتی نام ہیں اس سے کوئی استحالہ لازم نہیں آتا اسی طرح۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق میں سب سے اول ہیں (اول ماخلق نوری۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین) آپ تمام انبیاء کرام کے آخر میں تشریف لائے (انا خاتم النبیین)

اپنی عظمت و شان معجزات و کمالات کے لحاظ سے ظاہر و باطن ہیں اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے باطن ہیں (یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی) لیکن اصلاً اور حقیقتاً چونکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں اس لیے شعر میں اسی کے مطابق ہی ترجمہ کرنا زیادہ مناسب لگا۔

نکات معراج:

عربی کا محاورہ ہے "**کل شئی یرجع الی اصلہ**" ہر شئے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ درخت سے پھل گرے تو زمین کی طرف کیوں آتا ہے اس لیے کہ اس کی اصل زمین ہے۔ غبارے میں ہوا بھرو تو اوپر کیوں جاتا ہے اس لیے کہ ہوا کی اصل زمین نہیں بلکہ اوپر کی فضا ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اب آسمانوں پہ تشریف فرماہیں آپ آخر کار زمین پہ ہی تشریف لائیں گے اور شادی کرائیں گے اولاد ہو گی اور وفات کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے میں دفن ہوں گے اصل یہی تھی۔ جبریل امین سدرہ سے آگے کیوں نہیں جاسکتے کہ ان کی اصل سدرہ ہے تو محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ و السلام سدرہ کے اوپر، عرش سے اوپر اور مکان سے اوپر لامکاں میں تشریف لے گئے کیوں کہ آپ نے فرمایا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی نہیں بنا تھا کہ میں اللہ کا نبی تھا، تو ثابت ہوا کہ ہماری اصل خاک ہے اور مصطفیٰ کی اصل نور ہے اور کل شئی یرجع الی اصلہ۔

معراج و میلاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کے دو بڑے ہی درخشندہ پہلو ہیں اُوپر جانا معراج۔ نیچے آنا میلاد۔ یوں کہہ لو کہ جب آپ اپنی گناہ گار امت کی بخشش کے لیے بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے تو اس کو معراج النبی کہا گیا اور جب بارگاہِ رب العزت سے گمراہیوں اور ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی خلق خدا کی بگڑی بنانے کے لیے سرزمین عرب

میں تشریف لائے تو اس کو میلاد النبی کہتے ہیں، محفل میلاد بھی بابرکت ہے اور جشن معراج النبی منانا اور اس میں حاضر ہو کر ادب و احترام سے بیٹھنے والا کبھی بھی بدنصیب اور محروم القسمت نہیں ہو گا، ان محافل میں ایمان کو جِلا اور سینوں کو عشق مصطفیٰ ملتا ہے۔ ان میں سے ہر محفل اور ہر پروگرام حضور ہی کی محفل و پروگرام ہے اس لیے کسی نے کیا:

رسول اکرم کی ہے محفل ادب سے دامن بچھا کے بیٹھو
ہے جن کی محفل وہ آرہے ہیں دلوں کے رستے سجا کے بیٹھو
سجالو سارے سوال لب پر درود پڑھ کے شہِ عرب پر
یہی حضوری کا ہے تصور دلوں کو دامن بنا کے بیٹھو

حضور نیچے تشریف لاتے ہیں تو "قد جاء کم من اللہ نور" کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اُوپر جاتے ہیں تو "سبحن الذی اسریٰ بعبدہ" کی آواز آتی ہے کیونکہ ہر آنے جانے والا وہاں تک ہی آجا سکتا ہے جہاں تک آنا جانا ممکن ہو اور جہاں کوئی بھی آجا نہ سکے ہمارے آقا وہاں جاتے بھی ہیں اور پھر وہاں سے آتے بھی ہیں۔

قصردنی تک ان کی رسائی آتے یہ ہیں جاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

سارے لوگ صرف زمین پر ہے آجا رہے ہیں مگر حضور کبھی زمین پر ہیں تو کبھی آسمان پہ، کبھی فرش پہ ہیں تو کبھی عرش پہ، کبھی مکان کی

سیر کرتے ہیں (من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ) تو کبھی لامکاں کی اور کس شان سے کہ دوزخ کو بجھایا جاتا ہے۔ جنت کو سجایا جاتا ہے۔ نبیوں کو بلایا جاتا ہے، حضور کو سارے نبیوں کا امام بنایا جاتا ہے عرش پہ بلایا جاتا ہے اور دیدار کرایا جاتا ہے

نظر والو! ذرا دیکھو محمد کی بلندی کو
اُٹھے بیت الحرم سے اور خدا کے نور تک پہنچے

کوئی بھی آتا ہے تو اعلان انسان ہی کرتے ہیں مگر حضور تشریف لاتے ہیں تو خالق فرماتا ہے "قدجاءکم من اللہ نور" اُوپر تشریف لے جاتے ہیں تو جبریل اعلان کرتے ہیں:

کونین کے دولہا آتے ہیں جبریل منادی کرتا ہے
آفاق پہ ڈنکا بجتا ہے افلاک میں شہرہ ہوتا ہے

کوئی امریکہ کی سیر کر آئے تو پھولا نہیں سماتا اور پاؤں زمین پر نہیں لگاتا، قربان اس آقا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پہ جو عرش کی سیر کر کے آتے ہیں اور ان کی عاجزی اور بڑھ جاتی ہے۔

کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو تم اول وآخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے (۵۹)

اے عالم امکان کی کمان کے جھوٹے نقطو! تم تو ابھی تک اول و آخر کے چکر میں پھنسے ہوئے ہو ذرا دائرے کی چال سے معلوم کرو کہ قاب قوسین او ادنیٰ کے قرب والا محبوب فنا و بقا کی منزلیں طے کرنے کے لیے کدھر سے آیا اور کدھر کو گیا۔ جب دائرہ بن جاتا ہے تو کسی کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا آغاز کہاں سے ہوا ہے اور اختتام کہاں پہ ہوا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ دائیں طرف کھینچا گیا ہے یا بائیں سمت سے (کلاک وائز یا اینٹی کلاک وائز) خط دائرہ پیر ابولا اور ہاپر بولا سب کے سب نقطہ ہی کے راستے ہیں جو مختلف زاویوں سے راستہ طے کر کے کئی طرح کی شکلیں بناتا ہے اور اس کی اس چال کو خط سفر کہتے ہیں ماہرین جیومیٹری ان باتوں کو خوب جانتے ہیں اعلیٰ حضرت نے اس ایک شعر میں پورا علم جیومیٹری سمو دیا ہے۔

اِدھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعام خسروی میں

سلام و رحمت کے ہار گُندھ کر گلوئے پُرنور میں پڑے تھے (٦٠)

یہ وہ خلوت کے لمحات تھے جس میں رب سے one to one ملاقات کے موقعہ پر محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

التحیات للہ والصلوٰت والطیبات

اس پر اللہ عزوجل اپنے محبوب کی طرف رخ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے جس کو میرے آقا سنتے ہیں:

السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰه وبركاته

یہ ہی وہ معراج کا اعلیٰ ترین مقام اور لمحہ ہے جس میں حضور کو دیدار الٰہی بھی ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہ رہا ہے وہ اپنے بندے خاص محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی فرما رہا ہے۔ (فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی)

ان ہی لمحات میں اللہ عزوجل نے جہاں محمد رسول اللہ کو اپنی شان کے لائق جو چاہا عطا کیا وہیں اس امت کو بھی عظیم تحفہ سے نوازا اور حضور سے فرمایا اۓ محمد اپنی امت کے لیے 50 وقت کی نماز کا تحفہ اور 6 ماہ کے روزے لے جاؤ، یہ ہی وجہ ہے کہ نماز کو حضور ﷺ نے معراج المومنین فرمایا۔

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
(۶۱)
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

زبان کچھ کہنے کی منتظر تھی تو کان سننے کی انتظار میں تھے مگر زبان اور کانوں کو حسرت ہی رہی، جو کہنا تھا کہہ لیا گیا اور جو سننا تھا سن لیا گیا اور یہ تو پھر زبان اور کان ہیں، یہاں تو حال یہ تھا

میان طالب و مطلوب رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

وہ بُرج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
(۶۲) چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

بطحا (وادئ مکہ) کے بُرج کا ماہتاب عالمتاب جب معراج کی رات جنت کی سیر کرنے گیا تو جنت کے مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا کہ اس میں ماہتاب رسالت کے قدوم میمنت لزوم لگ رہے ہیں اور جنت آپ کے قدموں کو چوم کر وجد کرتی ہوئی کہہ رہی ہے۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں
کوئی جذبۂ محبت میرے کام آگیا ہے

سرور مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
(۶۳) جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آمد تھی کہ روشنیوں کا سیلاب آیا ہوا تھا اور یہ ساری روشنیاں عرب کے چاند کے چہرے سے پھوٹ رہی تھیں۔ جنتی گلاب کے سرخ پھول تو دنیا کے جھاڑ جھنگوڑ کی طرح دکھائی دے رہے تھے اور دوسرے پھول نیلوفر کی طرح سجے ہوئے تھے۔

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیئے
(۶۴) یہ جوش ضِدّین تھا کہ پودے کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

خوشی و مسرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ خوب اُچھل کود کی جائے جبکہ ادب و احترام کا تقاضا یہ تھا کہ ذرا بھی حرکت نہ کی جائے (جس طرح صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایسے بیٹھتے کہ جس طرح سروں پر پرندے بیٹھے ہوتے ہیں یعنی ذرا حرکت نہ کرتے) اسی اجتماع ضدین (متضاد دو کیفیتوں) کی وجہ سے پودے بیچارے پریشانی کے آرے کے نیچے بے بس دکھائی دے رہے تھے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے (۶۵)

خدا کی شان دیکھئے کہ اللہ کا چاند مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کروڑوں منزلوں پہ اپنا جلوہ دکھا کر واپس آیا تو ابھی اسی طرح ستارے چمک رہے تھے ان کے سائے بھی نہ بدلے اور نور کا ایسا سمندر بہہ رہا تھا کہ گویا صبح صادق ہو گئی ہے۔ (حالانکہ ابھی صبح دور تھی کیونکہ ایک لمحہ ہی تو ہوا تھا گئے اور اتنا کچھ کر کے واپس بھی آ گئے اور ابھی کنڈی ہل رہی تھی، بستر گرم تھا، پانی جس سے وضو یا غسل فرما کے گئے تھے چل رہا تھا)

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک پل میں سرِ عرش گئے آئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۶۶)
نبی رحمت شفیع امت رضؔا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

اے میرے رحمت و کرم فرمانے والے آقا! اور اے امت کی شفاعت فرمانے والے نبی رحمت! اپنے در کے گدا (امام اہل سنت مجدد دین وملت) احمد رضا پر بھی خدارا! مہربانی ہو جائے اور معراج کی رات بارگاہِ خداوندی سے جو آپ کو خصوصی انعامات عطا ہوئے ان میں سے ایک ذرہ اس کو بھی عطا ہو جائے۔

(۶۷)
ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اے میرے پیارے نبی! آپ کی تعریف و توصیف میرا وظیفۂ ایمان ہے اور اس کا آپ کی بارگاہ میں قبول ہو جانا زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے ورنہ مجھے شاعری کا نہ شوق ہے اور نہ ہی کوئی لالچ کہ سوچ بچار کرتا پھروں کہ ردیف و قافیہ کیسا ہے؟ بس آپ کی محبت کا اظہار مقصود تھا جو آپ کی نظر کرم سے خوب ہوا۔

ایک جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ہے بلبلِ رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

سلامِ رضا سے چند اشعار

از: امام احمد رضا

شارح مولانا مفتی خان محمد قادری (لاہور)

آخر میں امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے قصیدہ سلامیہ سے بھی چند اشعار اور ان کی تشریح ملاحظہ فرمائیں جو نبی کریم ﷺ کے سفر معراج سے متعلق قلمبند فرمائے ہیں:

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود

نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

معراج کی رات ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرشتوں کی بارات کے دولہا بن کر بارگاہ ایزدی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی شان کے مطابق دائمی (ہمیشگی والا) درود بھیجا اور جنت کے تمام حور وغلماں سمیت تمام فرشتوں نے محبوبِ خدا (عرش کے دولہا) کی بارگاہ لاکھوں سلام محبت کے ترانے پیش کیے، اسی تقریب سعید کے موقع پر اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو جنت کی سرداری بھی سونپ دی۔

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود

فرش کی طیب و نزہت پر لاکھوں سلام

ہمارے آقا و مولیٰ اور عرش کے دولہا جب عرش پر جلوہ افروز تھے اس وقت اللہ عزوجل کی جانب سے جو آپ پر درود پیش کیا گیا وہ اپنی

اعلیٰ خصوصیت کی وجہ سے عرشی درود قرار پایا اور اللہ عزوجل کی جانب سے درود تو آپ پر اس وقت بھی پیش ہوتا رہا جب آپ فرش پر تھے اسی باعث فرش کی تمام پاکیزگیوں اور فرشی درود کی خوشبوؤں کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ اعلیٰ حضرت اس نزہت پہ لاکھوں سلام پیش کر کے اپنی عقیدت کا اظہار فرما رہے ہیں۔

امام احمد رضا قصائد سلامیہ کے اگلے حصہ میں رقمطراز ہیں:

شمعِ بزمِ دَنیٰ ھُوْ میں گم کُنْ اَنَا
شرح متنِ ہُو یت پہ لاکھوں سلام
انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ان دو سلامیہ اشعار میں سب سے اعلیٰ و اولیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم ترین مقام کی وضاحت فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وجود کو کامل طور پر وجود الہٰی میں مقام دنیٰ پر اس طرح گم اور فنا کر دیا کہ آپ ذات وصفات میں اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ومظہر کل نظر آ رہے ہیں۔ اگرچہ قرب کی انتہا ہے مگر دونوں ذات اپنی اپنی جگہ قائم ہیں، حلول نہ ہوا اور دوئی یعنی دونوں الگ الگ ذات قائم رہیں۔ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام باطنی طور پر

حاصل ہی تھا اور روز ازل سے آپ مقام محبوبیت اعظم پر فائز تھے مگر آج روحانی نہیں بلکہ جسمانی طور پر حضور ﷺ کو یہ قرب و فنائیت کا مقام حاصل ہوا جو آپ ہی کا انفرادی خاصہ ہے۔

تمام فاصلے ختم ہوگئے اور حضور ﷺ کی ذات تمام جہات سے آزاد ہو کر وحدت کلی میں اس طرح گم ہو گئی جس طرح قطرہ سمندر میں جذب ہو جاتا ہے۔ اہلِ معرفت کے یہاں یہ فنائیت احدیث کا اعلیٰ ترین یہ ہی مقام ہے جو حضور ﷺ کو معراج میں حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مقام دنیٰ پر فائز کرکے اپنی ذات وصفات کی کامل معرفت عطا کردی تاکہ آپ تمام مخلوق کو ذاتی مشاہدہ کی بنا پر اللہ کی وحدانیت و یکتائی کا عینی و حقیقی ثبوت دے سکیں، اسی کو اعلیٰ حضرت نے شرح متن ہویت کہا ہے۔

یعنی اب میرا حبیب جب کہہ رہا ہے کہ **اشھد ان لاالہ الا اللہ** تو وہ سن کر نہیں بلکہ میری ذات کا عینی مشاہدہ حاصل کرکے کہہ رہا ہے۔

انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مقام دنیٰ پر آپ ﷺ کو فائز کرکے اپنی ذات وصفات میں اس طرح فنائیت عطا کردی کہ خدا

اور رسول کی ذات دور رہنے کے باوجود اب دوئی نہ رہی یعنی باوجود اس انتہائی قرب کے وہ عبد اور رب معبود ہی رہا۔ اعلیٰ حضرت نے اس مصرعہ میں انتہائی دوئی سے پہلے اور ابتدائے یکی سے دوسرے عقیدے کی طرف اشارہ کیا ہے یا یوں سمجھئے کہ انتہائی دوئی سے مقام رسالت مراد ہے اور ابتدائے یکی سے مقام الوہیت مراد ہے۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں کہ معراج کی رات جب صاحب معراج ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو روکا اور پوچھا کہ کیا تحفہ لائے حضرت نے فرمایا کہ اللہ نے 50 وقت کی نماز کا تحفہ عطا کیا ہے آپ نے فرمایا اس میں کچھ کمی کروایئے حضور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں 9 دفعہ یا 5 دفعہ تشریف لے گئے اور جب 5 نمازیں رہ گئیں تو حضور نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اب مجھے حیا آتی ہے کہ مزید کم کرالوں۔ صاحبان اہلِ محبت فرماتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بار بار کیوں اللہ جل مجدہٗ کے پاس حضور کو بھجوایا اس لیے کے آپ ﷺ بار بار اللہ کا دیدار کرلیں اور میں آپ کے چہرہ میں دیدار الٰہی کر رہا ہوں کہ اللہ

نے مجھے تو طور پر اپنا دیدار نہ کروایا مگر یہاں اللہ کے جلوہ کو حضور ﷺ کے چہرہ میں دیکھتا رہا۔ یہ بات یقینی ہے کہ جس نے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا اس نے اللہ ہی کو دیکھا اور یہ اعزاز الحمد للہ تمام اصحاب کرام اور صحابیات کو حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

باب پنجم:

قصیدہ معراجیہ

مولانا اکبر وارثی میرٹھی (میلاد اکبر)

دونوں عالم ہیں نورِ علی نور کیوں کیسی رونق فضاء آج کی رات ہے
یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی، عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

فرش کون و مکاں میں ہے کم خواب کا، یہ معنی کہ سونا نہیں ہے روا
سونے والوں کو اکسیر ہے جاگنا، جاگ لو رَت جگا آج کی رات ہے

طور پہ رفعت لامکانی کہاں، لن ترانی کہاں من راٰنی کہاں
جس کا سایہ نہیں اسکا ثانی کہاں، اس کا اک معجزہ آج کی رات ہے

جاگو جاگو شہنشاہِ دنیا و دیں، اٹھو اٹھو ذرا لامکاں کے مکیں
دیکھو دیکھو یہ حاضر ہے روح الامیں، روح تم پر فدا آج کی رات ہے

باغ عالم میں باد بہاری چلی، سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی، ابرِ رحمت اٹھا آج کی رات ہے

گھات وہ گھات جس گھات میں بات ہو، بات وہ بات جس بات میں بات
رات وہ رات جس رات میں رات ہو، لطف اس بات کا آج کی رات ہے

طور چوٹی کو اپنے جھکانے لگا، چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا
عرش سے فرش تک جگمگانے لگا، رشکِ صبح و صفاء آج کی رات ہے

وہ حبیبِ خدا سیّد المرسلین، خاتم الانبیاء شاہ دنیا و دین
بزم قوسین میں ہوں گے مسند نشین، جشن معراج کا آج کی رات ہے

خواب راحت میں تھے اُم ہانی کے گھر، آ کے جبریل نے یہ سنائی خبر
چلیے چلیے شہنشاہِ والا گہر، حق کو شوقِ لقا آج کی رات ہے

کوہ سے کاہ تک دل بھی مسرور ہے، شرق سے غرب تک جلوہ طور ہے
عرش سے فرش تک نور ہی نور ہے، لاکھ دن سے سوا آج کی رات ہے

جذب حُسنِ طلب ہر قدم ساتھ ہے، دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے
سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے، شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

کون جاتا ہے سلطانِ دنیا و دیں، کس طرف عرش پر ذاتِ حق کے قریں
لینے آئے ہیں یہ کون روح الامیں، کب ہے وصلِ خدا آج کی رات ہے

عطرِ رحمت فرشتے چھڑکتے چلے، جس کی خوشبو سے رستے مہکتے چلے
چاند تارے جلو میں چمکتے چلے، کہکشاں زیرِ پا آج کی رات ہے

اور نبیوں کا یہ مرتبہ ہی نہیں، عرشِ اعظم پہ کوئی گیا ہی نہیں
ایسا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں، جیسا رتبہ تیرا آج کی رات ہے

حکم تھا اے فلک اب قدم چوم لے، جھک کے ہر ایک مَلک اب قدم چوم
عرش بھی بے دھڑک اب قدم چوم لے، تجھ پہ شاہ دنیٰ آج کی رات ہے

خلوت خاص میں یہ حضوری ہوئی، قرب ہی قرب تھا دور دوری ہوئی
تھی جو دل میں تمنا وہ پوری ہوئی، دیدہ شوق وا آج کی رات ہے

پھر کہا حق نے جلوہ میرا دیکھ لے، وہ مجھے دیکھ لے جو تجھے دیکھ لے
میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے، دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

تو نہ مجھ سے الگ میں نہ تجھ سے جدا، تجھ سے جو مل چکا ہے وہ مجھ سے ملا
اور جو تجھ سے گیا وہ ہی مجھ سے گیا، بس یہی فیصلہ آج کی رات ہے

اس طرف رحمت حق کے جوہر کھلے، اس طرف سے شفاعت کے دفتر کھلے
کہہ دیا دیکھ لو فیض کے در کھلے، مانگ لو مانگنا آج کی رات ہے

شاہ نے کی عرض امت گنہگار ہے، بخش دے میرے مالک تو غفّار ہے
تجھ کو آساں ہے سب مجھ کو دشوار ہے، فکر روزِ جزا آج کی رات ہے

پھر یہ حق نے کہا ماہ پارے نبی، تو میرا چاند ہے اور تارے نبی
ایسا گھبرا نہ اے میرے پیارے نبی، ایسی جلدی ہی کیا آج کی رات ہے

لطف جب ہے کہ دیکھیں گے سارے نبی، ہوگی تیری شفاعت پہ رحمت میری
بخش دوں گا قیامت میں امت تیری، تجھ سے وعدہ میرا آج کی رات ہے

لطف دل میں خدا کی ملاقات کے، ذائقے ہونٹوں پر التحیات کے
ہیں مزے خوش زبان پر مناجات کے، فیض کا در کھلا آج کی رات ہے

سب نماز اور روزہ سکھا دیجیے، باغِ جنت کا مژدہ سنا دیجیے
قاعدے بندگی کے بتا دیجیے، میں نے جو کچھ کہا آج کی رات ہے

کہنا آخر یہاں بھی ہے آنا تمہیں، ایک دن ہے مجھے منہ دکھانا تمہیں
پھر نہ سوجھے گا حیلہ بہانہ تمہیں، دیکھو! سمجھا دیا آج کی رات ہے

پھر ہوا حکم رب سیر جنت کرو، اور مکانات امت کے سب دیکھ لو
اور جو کچھ ضرورت ہو ہم سے کہو، بابِ رحمت کھلا آج کی رات ہے

ہر مراد دلی حق سے ملتی رہی، واپس آئے کلی دل کی کھلتی رہی
بسترا گرم زنجیر ہلتی رہی، یہ عجب معجزہ آج کی رات ہے

معجزہ یہ محمد کا تحقیق ہے، جس نے تصدیق کی وہی صدّیق ہے
اور جو منکر ہے جاہل ہے زندیق ہے، وہ عدوے خدا آج کی رات ہے

نزع میں قبر میں حشر میں ائے خدا، سختی و تنگی پرسش جرم کا
خوف اکبؔر کو رہتا ہے بے انتہا، فضل کرنا خدا آج کی رات ہے

حاصل کلام

سفر معراج در حقیقت سیر کائنات اور دیدارِ الٰہی ہے۔ سیر کائنات سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ کائنات کی تخلیق کہاں اور کیسے ہوئی چنانچہ اس کا پتہ مشہور "حدیثِ جابر" دیتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل نے کائنات میں سب سے اول کس شئ کو تخلیق کیا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور حقیقی سے تیرے نبی کے نور کو تخلیق کیا اور پھر اس نور سے اللہ عزوجل نے لوح و محفوظ، عرش و کرسی، فرشتے، جنات، زمین و آسمان، شجر و حجر، ستارے و سیارے، زمین و آسمان کے درمیان تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ نبی کے اسی نور سے تمام ارواحوں کو بھی پیدا کیا اور ان سب سے اپنی ربوبیت کا عہد بھی لیا ان تمام ارواحوں میں سے 1,24,000 / ارواح کو علیحدہ کیا ان کو خاص جسم دیا اور ایک جگہ اکٹھا کر کے سب سے اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عہد لیا جس کو قرآن نے "عہد میثاق انبیاء" کہا ہے کہ اے گروہ انبیاء جب تم دنیا میں جاؤ اور تمہارے درمیان یہ نبی "محمد رسول اللہ" آجائیں تو تم سب ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا چنانچہ سب نے عہد کیا کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔

سیدنا آدم علیہ السلام تا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام آتے رہے اور اس نور مصطفےٰ کا ذکر کرتے رہے کہ وہ نور جب تمہارے درمیان آئے تو ان پر ایمان لانا مگر کسی کے درمیان آپ ﷺ کا نور نہ آیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو نام تک بتادیا کہ ان کا نام احمد ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد سے نبوت کو بھی زمین سے 6 سو برس کے لیے اٹھالیا گیا یہاں تک کہ اللہ نے وہ نور بشکلِ مصطفےٰ ﷺ دنیا میں بھیجا جس نے مکہ کی وادی میں اعلان نبوت کیا مگر وہ تمام یہود و نصاریٰ جو 600 برس سے اس نور کے آنے کا اعلان کر رہے تھے اس نور کو محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں دیکھ کر انکار کر بیٹھے۔ ادھر مکہ کی وادی میں اعلان نبوت کے بعد نبی کریم ﷺ کو اہل مکہ ستاتے رہے۔ یہاں تک کہ ظاہراً ایک وادی میں کئی مہینوں کے لیے قید بھی کر دیا۔ دوسری طرف طائف کے لوگوں نے نہ صرف آپ کی نبوت کا انکار کیا بلکہ اتنا ستایا کہ لہو لوہان کر دیا مگر نبی کریم ﷺ اللہ کی یاد میں مستغرق ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی راہ دی اور جبریل سے کہا جاؤ اور میرے محبوب کو کائنات کی سیر کراتے ہوئے میرے پاس لے آؤ چنانچہ سیدنا جبریل علیہ السلام اپنی روحانی ٹیم یعنی فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے اور محبوب خدا کو سیدنا اُمِ ہانی کے گھر سے لیا اور براق پر سوار کر کے پہلے

بیت اللہ سے زمین کی سیر کراتے ہوئے بیت المقدس پہنچے جہاں دنیا میں آئے ہوئے کم و بیش 124000/ انبیاء کرام نے آپ ﷺ کا بیت المقدس پہنچنے پر استقبال کیا اور اپنا عہد میثاق پورا کرنے کے لیے آپ ﷺ کو اپنا امام بنا کر ان کے پیچھے نماز ادا کی اور پھر تمام انبیاء کرام اپنے اپنے مقام پر واپس چلے گئے۔

نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس سے آسمان اوّل کا سفر معراج نامی سیڑھی پر چڑھ کر مکمل کیا، اس دوران زمین اور آسمان اوّل کے درمیان جو کچھ ہے اس کی سیر فرمائی یہاں تک کہ آسمان اوّل پر پہنچے اور سیدنا آدم علیہ السلام سے بالمشافہ ملاقات ہوئی پھر آسمان اوّل تا آسمان ہفتم نبی کریم ﷺ نے دیگر فرشتوں کے پروں پر سوار ہو کر سیر کی اور ہر آسمان پر کسی نہ کسی نبی و رسول سے ملاقات بھی ہوئی، یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ساتویں آسمان تا سدرۃ المنتھیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی سواری سیدنا جبریل علیہ السلام کے پر تھے۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے مقام سدرۃ پہنچ کر آپ ﷺ سے فرمایا کہ یا رسول اللہ یہاں تک کی سیر کرانا میرے ذمے تھی اب اس مقام سے آگے میں ہر گز نہیں جا سکتا اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی آگے کی سیر کا بندوبست ''رف رف'' نامی سواری کا کیا

ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ سدرۃ سے رف رف نامی سواری پر سوار ہو کر کائنات کی سیر کرتے ہوئے کائنات کے آخری کنارے پر پہنچے جہاں رف رف نے کہا یارسول اللہ کائنات ختم ہوگئی اور کوئی مخلوق اس کائنات کے دائرے سے باہر نہیں جاسکتی لہٰذا میں بھی اب آگے نہیں جاسکتا۔

اللہ اللہ یہ علو خاص عبدیّت رضاؔ

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا

غالباً یہ ہی وہ مقام ہے کہ قرآن نے کہا "وھو بالافق الاعلیٰ" کہ وہ آسمان بریں (کائنات کا آخری کنارہ) کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

نبی کریم اس مقام پر اب تنہا ہیں، کائنات قدموں کے نیچے ہے تمام سواریاں اپنے اپنے حدود پر ختم ہو گئیں۔ کائنات کی تمام مخلوق کو پیچھے چھوڑ دیا اتنے میں آواز آئی "اُدن یا محمد" بس پھر کیا تھا میرے آقا تمام سواریوں سے کہیں تیز رفتاری کے ساتھ کائنات کے باہر مزید 70,000/ حجابات کی سیر کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ اپنے رب کی طرف بڑھتے رہے جس کو قرآن نے دو چھوٹے چھوٹے جملوں میں کہا "ثم دنیٰ فتدلّٰی" پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔ اس اکیلے سفر کو جو کائنات کے آخری کنارے سے شروع ہوتا ہے اور

فتدلٰی تک پہنچتا ہے اعلیٰ حضرت کے اشعار سے زیادہ نہ کہیں وہ منظر کشی ملتی ہے اور نہ کسی کی تحریر وہ لذت پیدا کرتی ہے جو یہ چند اشعار سرور پیدا کرتے ہیں:

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف والیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال وہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روشنی پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پران کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

نبی کریم ﷺ آگے بڑھتے رہے یا ربِّ کائنات اپنا قرب حضور کو عطا کرتا رہا یہ حقیقت اللہ ہی جانے یا اللہ کا رسول مگر اللہ نے سورۃ نجم میں ارشاد فرمایا: "فکان قاب قوسین اوادنیٰ" دونوں ذاتیں ایک دوسرے کے قریب ہو گئیں یہاں صرف سمجھانے کے حوالے سے آیت کی منظر کشی کر رہا ہوں کہ ایک قوس (لا اله الا الله کو سمجھ لیجئے اور دوسری قوس محمد رسول الله) کو اور شکلاً اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے:
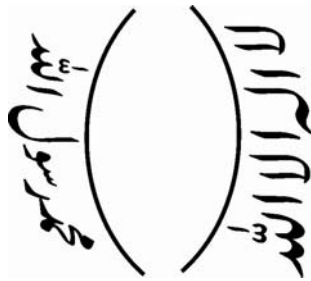
یہ قوسین بڑھتے بڑھتے ایک دوسرے کے اتنے قریب پہنچیں کہ اب ان کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہ رہا اور اب اُس صورت کو بیان کرنا قلم سے باہر ہے:

جب لامکاں میں اللہ اور رسول بالکل قریب ہو گئے تو آغاز گفتگو کچھ اس طرح ہوا کہ میرے آقا ﷺ نے سب سے پہلے رب کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات" اس پر اللہ نے جواباً ارشاد فرمایا: "السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ" اس کے بعد پھر میرے رسول ﷺ نے یوں کلمات ادا کیے "السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین" اس کے بعد one to one گفتگو میں کیا کیا رازو نیاز ہوئے اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔

یہ وہ مقام ہے جہاں عقلیں ساقط ہو جاتی ہیں لیکن حضور ﷺ کی معراج ہی یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف بڑھتے رہے جب سارے حجابات ختم ہو گئے اب قوس بھی ختم اب دونوں کلموں کے دیگر حروف بھی ختم اب اللہ: محمد آمنے سامنے ہیں اور اللہ عزوجل کے دیدار سے محمد ﷺ مشرف ہو رہے ہیں۔

یہ ہی وہ مقام ہے جہاں رب نے **فاوحی الیٰ عبدہٖ مآاوحی** کہہ کر اپنی تمام صفات ذاتی کا حضور ﷺ کو مظہر اتم بنادیا اور میرے آقا اس صبغۃ اللہ کے رنگ میں مکمل رنگ گئے، لگ یہ رہا تھا کہ دوئی ختم ہو گئی مگر ایسا نہیں اگرچہ قرب کی کوئی انتہا نہ تھی مگر دوئی برقرار رہی کہ رب الٰہ ہی رہا اور محمد ﷺ نبی ور سول رہے۔ غالباً یہ لمحہ اس لمحہ کی

تکمیل تھی کہ جس لمحے اللہ نے اپنے نور سے محمد کے نور کو پیدا کیا تھا اب وہ ہی نور محمد لباس بشریت کے ساتھ اللہ کے روبرو تھا اور اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کر رہا تھا اس کو اعلیٰ حضرت ہی کہ اشعار میں سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے:

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

یہ جلوے کتنے عرصے قرب خاص میں رہے اور کیا مزید تجلیات ربانی سے مستفیض ہوئے یہ کوئی نہیں جان سکتا نہ جان سکا۔ مگر یہ جلوے جدا ہوئے یہ کیسے جدا ہوئے یہ بھی اللہ جانے اور اللہ کا رسول لیکن جدا ضرور ہوئے اب جب جدا ہوئے اور اللہ عزوجل نے دوبارہ لامکاں سے آپ کو دنیا میں بھیجا تو بغیر کسی سواری کے اللہ عزوجل نے واپسی کے سفر کو بیان فرمایا:

وَ النَّجۡمِ اِذَا هَوٰى (سُوۡرَةُ النَّجۡم، آیت ۱)

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

قارئینِ کرام! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رفتار کا اندازہ لگایئے کہ لامکاں سے بیت اللہ پلک جھپکنے سے قبل بغیر کسی سواری کے پہنچ گئے۔ بالکل اسی طرح جس طرح سیدنا جبرائیل علیہ السلام اپنی برق رفتاری سے اکثر سدرۃ المنتہا بغیر کسی سواری کے زمین پر تشریف لاتے لیکن ہمارے پیارے نبی سدرۃ المنتہا ہی نہیں بلکہ لامکاں سے زمین پر بغیر کسی سواری کے تشریف لائے۔ مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی تمام صفات تمام مخلوقات کی صفات سے اعلیٰ ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ کی رفتار کائنات میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی رفتار سے بھی اعلیٰ ہے اس لیے اللہ رب العزت نے واپسی سفر پر بغیر کسی سواری کے حضور ﷺ کو اپنی برق رفتاری کے ساتھ پلک جھپکنے سے پہلے دنیا میں واپس بھیج دیا کہ ابھی بستر بھی گرم تھا اور زنجیر بھی ہل رہی تھی۔

میرے آقا ﷺ اوّل تخلیق کے وقت بھی نور تھے، (حدیث جابر) جب دنیا میں بحیثیت رسول بھیجا تو اس وقت بھی آپ کو نور سے نسبت دی اور فرمایا: ”**قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین**“ اور

جب سیر لامکاں کرا کر دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا اس وقت بھی نور ہی سے تشبیہ دی اور فرمایا: ''والنجم إذا ھوٰی''۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اللھم صلی علی صاحب المعراج

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
سابق ڈین آف سائنس جامعہ کراچی
جنرل سیکریٹری، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی
خادم: بزم قادریہ، رضویہ، مجیدیہ
پہلی صفر المظفر 1438ھ / 2 نومبر 2016ء

مختصر تعارف

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

والد کا نام: شیخ حمید اللہ قادری حشمتی (م1989ء)

پیدائش: 3-04-1955

پتہ C 50/1 :، بلاک A1-، گلستانِ جوہر، یونیورسٹی روڈ، کراچی۔

فون نمبر: 0322-2175095

ای میل: majeedgeol_pk@yahoo.com

تعلیمی کوائف: پی ایچ ڈی (قرآنیات) 1993ء، جامعہ کراچی۔

ایم اے (اسلامیات) 1986ء، (تیسری پوزیشن)، جامعہ کراچی۔

ایم ایس سی (ارضیات) 1976ء، (پہلی پوزیشن)، جامعہ کراچی۔

بی ایس سی۔ امتیازی (ارضیات) 1975ء، (پہلی پوزیشن)، جامعہ کراچی۔

انٹر میڈیٹ پری انجینئرنگ، 1972ء، (سیکنڈ کلاس)، کراچی بورڈ۔

میٹرک پری انجینئرنگ، 1970ء، (سیکنڈ کلاس)، کراچی بورڈ۔

معاشی کوائف: لیکچرار، شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی۔ 1978ء تا 1985ء۔

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی، 1985ء تا 1995ء۔

اسوسیئٹ پروفیسر، شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی، 1995ء تا 1999ء۔

پروفیسر، شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی، 1999ء تا 2004ء۔

پروفیسر، شعبہ پیٹرولیم ٹیکنالوجی، جامعہ کراچی، 2004ء تا 2015ء۔

دورانِ ملازمت جامعہ کراچی اہم ذمہ داریاں:

ممبر سینڈیکیٹ بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر، جامعہ کراچی،1992ء تا1994ء۔

ممبر سینٹ، بحیثیت پروفیسر، جامعہ کراچی،1999ء تا2015ء۔

ممبر فیکلٹی آف سائنس، جامعہ کراچی،1980ء تا2015ء۔

ممبر فیکلٹی آف آرٹس، جامعہ کراچی،2004ء تا2006۔

ممبر فیکلٹی آف انجینئرنگ، جامعہ کراچی،2004ء تا2015۔

اسپیشل ممبر برائے فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی،1997ء تا1999ء۔

صدر شعبۂ علومِ ارضیات، جامعہ کراچی،1999ء تا2002ء۔

صدر شعبۂ پیٹرولیم ٹیکنالوجی، جامعہ کراچی،2002ء تا2015ء۔

سیکریٹری، افیلیشن کمیٹی، جامعہ کراچی،2013ء تا2015ء۔

ڈین فیکلٹی آف سائنس، جامعہ کراچی،2015ء۔

علمی / قلمی خدمات(1982ء تا حال):

(۱)۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا(انٹرنیشنل) کراچی میں بحیثیت ممبر،1982ء تا1986ء۔

(۲)۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی میں بحیثیت جنرل سیکریٹری،1986ء تا حال۔

(۳)۔ کراچی کی مختلف جامعہ مساجد میں بحیثیت خطیب جمعہ خدمات،1985ء تا2004ء۔

(۴)۔ جامعہ کراچی کی جامع مسجد قباء میں بحیثیت خطیب خدمات،2004ء تا حال۔

(۵)۔ پاکستان کے مختلف ٹی وی چینلز بلخصوص Q.Tv میں بحیثیت اسلامک اسکالر خدمات،2001ء تا حال۔

بحیثیت ایڈیٹر:

۱۔ (معارفِ رضا(سالنامہ) 1986ء تا حال(اردو/ انگریزی)

۲۔ (معارفِ رضا(ماہنامہ) 2000 تا حال(اردو)

Dr. Muhammad Mehrban Barvi Shami

Head of department Islamic Research Center, Karachi, Pakistan.

BS, Libya. PGD & LLM (M. Phil) &

PhD from Sudan, Graduated from Syria, Yemen & Iraq.

اظہارِ خیال

محسن اہل سنت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہٗ کی سیر لامکاں اس سلسلے کی ایک نئی کڑی ہے، موصوف نے سفر معراج جس خوبصورتی اور اپنے منفرد انداز سے تحریر فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے، قرآن ہی سے صاحب لولاک کے سفر کا آغاز فرمایا جس میں سورۃ اسراء النجم کی آیات سرِ فہرست ہیں، پھر دوسرے باب میں خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلوات الرسول میں ذکر کردہ درودوں میں سے ان درود کا انتخاب فرمایا جو معراج کے متعلق ہیں، تیسرے باب میں سفر معراج بزبان صاحب معراج مستند و معتبر کتب حدیث و تفسیر بغیر تعلیق و تبصرہ نقل فرمایا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمیشہ کی طرح آپ نے ضعیف، موضوع اور اسرائیلیات سے احتراز فرمایا۔ چوتھے باب میں حسان الہند مجتہد فی الفقہ و اصولہ امام احمد رضا الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم بعنوان "قصیدہ معراجیہ" در تہنیت شادی اسریٰ بمع مختصر شرح و تبصرہ ذکر فرمایا، پانچویں باب میں مولانا اکبر وارثی میرٹھی کا قصیدہ معراجیہ پیش فرمایا جو میلاد اکبر کے نام سے مشہور ہے اور آخر میں موصوف نے اپنی ذاتی تجربے اور اظہارِ خیال سے سفر مبارک کو مزین فرمایا۔

اس کتاب کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ موصوف ڈاکٹر صاحب نے توحید و رسالت دونوں کے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت محتاط لفظوں کا استعمال فرمایا، بے سند و غیر مصدقہ اور مبہم کلام سے احتراز کیا، نہایت علمی و تحقیقی ابحاث زیر گفتگو لائے، ہمیشہ کی طرح آپ نے اس میں سلیس اور متوازن عبارت کا انتخاب کیا جس میں مضمون و معانی کو اولیت دی گئی، یاد رہے کہ موصوف ڈاکٹر صاحب کی تمام کتب علمی و تحقیقی میدان میں اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد مہربان باروی

استاد شیخ زید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی